اُردو کی چوتھی کتاب

زنانہ مدارس کی

پانچویں جماعت کے لئے

سنہ ۱۹۴۵ء

میسرز عطر چند کپور اینڈ سنز پبلشرز

لاہور نے

اپنے مطبع کپور آرٹ پرنٹنگ ورکس ایبٹ روڈ

لاہور میں باہتمام لالہ گوراندتہ کپور مینجر چھاپی

تعداد ۱۵۰۰ قیمت ۲/۱۲ پائی

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	خدا کی صنعت	۱
۲	سچی توبہ	۴
۳	انگور کا منی	۱۰
۴	بہن	۱۷
۵	جاں نثار بیوی	۱۹
۶	سبق آموز خط	۲۳
۷	بارش	۲۸
۸	رابعہ بصری	۳۱
۹	مکان	۳۶
۱۰	بدوں سے نیکی	۴۱
۱۱	نینہ	۴۴
۱۲	دانا اُستانی	۴۹
۱۳	بھائی بہن کی محبت	۵۵
۱۴	رحم کا دیوتا	۵۷
۱۵	لباس	۶۳
۱۶	الزبیتھ فرائی	۶۹
۱۷	بچے کی واپسی	۷۴
۱۸	پھول	۸۴
۱۹	ایک راجہ تھا	۸۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۰	ہمدردی	۹۷
۲۱	غذا	۹۹
۲۲	ہماری زمین	۱۰۷
۲۳	ایک سہیلی کا خط	۱۱۱
۲۴	بہار کا موسم	۱۱۵
۲۵	پانی	۱۱۶
۲۶	ہوا	۱۲۲
۲۷	محبت	۱۲۸
۲۸	فلارنس نائٹ انگیل	۱۳۰
۲۹	ماموں زاد بہن کا خط	۱۳۵
۳۰	گریس ڈارلنگ	۱۴۰
۳۱	شام	۱۴۴
۳۲	محمودہ کی گڑیا	۱۴۷
۳۳	ہوائی جہاز	۱۵۶
۳۴	دسترخوان	۱۵۸
۳۵	جھوٹ	۱۶۵
۳۶	عزیزوں کی محبت	۱۶۷
۳۷	باپ کی محبت	۱۷۱
۳۸	ادب	۱۷۶
۳۹	ایک مسافر کی بہادری	۱۷۹
۴۰	ریلوے انجن کا موجد	۱۸۳
۴۱	صحت	۱۹۰

اُردو کی چوتھی کتاب

زنانہ مدارس کے لئے

۱۔ خُدا کی صَنعت

خوشنمائی اشیا بھانت بھانت

ناکام غنی معمور انجمن

۱ ہر چیز خُدا نے ہے بنائی
اِس میں ظاہر ہے خوشنمائی

۲ کیا خوب ہے رنگ ڈھنگ سب کا
چھوٹی بڑی جسقدر ہیں اشیا

۳ روشن چیزیں بنائیں اُس نے
اچھی شکلیں دکھائیں اُس نے

۴ ہر چیز کی ہے اَدا نِرالی
حِکمت سے نہیں ہے کوئی خالی
۵ ننھّی کلیاں چٹک رہی ہیں
چھوٹی چڑیاں پھُدک رہی ہیں
۶ اُس کی قُدرت سے پھُول مہکے
پھُولوں پہ پرند آ کے چہکے
۷ چڑیوں کے عجیب پر لگائے
اور پھُولوں کے عِطر ہیں بسائے
۸ چڑیوں کی ہے بھانت بھانت آواز
پھُولوں کا جُدا جُدا ہے انداز
۹ محلوں میں امیر ہیں بہ آرام
ہے در پہ کھڑا غریب ناکام
۱۰ ہے کوئی غنی تو کوئی محتاج
بے گھر ہے کوئی کسی کے گھر راج
۱۱ روزی دونو کو دی خدا نے
مقسُوم ہیں قُدرتی خزانے
۱۲ تاروں بھری رات کیا بنائی
دن کو بخشی عجب صفائی
۱۳ تارے رہے صبح تک نہ وُہ چاند
آگے سُورج کے ہو گئے ماند
نیلا پیلا اب آسماں ہے

وُہ رَات کی انجمن کہاں ہے
۱۵ شام آئی تو اُس نے پردہ ڈالا
پھر صبح نے کر دیا اُجالا

(مولوی محمد اسمٰعیل)

خوشنمائی - خوبصورتی ٭ اشیا - جمع شے - چیزیں ٭
بھانت بھانت کے - طرح طرح کے ٭
ناکام - مایوس ٭ غنی - بے پروا - امیر ٭
معمور - بھرے ہوئے ٭ انجمن - محفل ٭

سوالات

۱ اِس نظم کو حِفظ کرلو ٭
۲ قدرت نے کیا کیا چیزیں بنائی ہیں ؟
۳ پردہ ڈالا سے کیا مُراد ہے ؟

۲- سچّی توبہ

دُسہرہ ہُگلی اَشنان حَسرت
دغا باز بے دھڑک رَحیم

۱- کئی سال گزرے دُسہرہ کا دِن تھا۔ کلکتہ میں بڑی دُھوم دھام تھی۔ صبح سویرے لوگ دریائے ہُگلی میں اشنان کرنے جا رہے تھے۔ ہر ایک ہندو کے گھر میں اپنی توفیق کے بمُوجب خوشی ہو رہی تھی۔ دوپہر کے قریب تمام شہر میں جا بجا سڑکوں پر اِس قدر بھیڑ ہوگئی کہ شانے سے شانہ چھلنے لگا۔ راستہ چلنا دُشوار ہوگیا۔ ہر ایک دُکان دولہن کی طرح آراستہ و پیراستہ تھی۔

۲- اِسی بھیڑ میں ایک بُوڑھا آدمی۔ برہنہ پا چیتھڑے لٹکائے ایک نہایت خوبصورت دس گیارہ سال کی لڑکی کا ہاتھ پکڑے بچ بچ کر چلا جاتا تھا۔ اور لڑکی ہر ایک دوکان کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ

رہی تھی۔ جب یہ دونو ایک سجی ہوئی بڑی دوکان کے نزدیک پہنچے۔ تو لڑکی نے بوڑھے کے دامن کو تھام کر ٹھیرا لیا۔ اور کہا "دادا جی! اِسی دوکان سے مجھے ایک ساڑھی لے دو" بوڑھے نے کہا "اچھا آؤ بیٹی"! اور دونو دوکان کے اندر داخل ہوگئے۔

۳۔ دوکاندار نے طرح طرح کی ساڑھیاں دکھائیں لیکن غریب بوڑھا گھر سے صرف پانچ روپے لایا تھا۔ اور یہ پانچ روپے بھی اُس نے جن جن تکلیفوں کو جھیل کر جمع کئے تھے۔ اُس کا دل ہی خوب جانتا تھا۔ لڑکی نے جو ساڑھی پسند کی۔ اُس کی قیمت بہت زیادہ تھی۔ بوڑھا اِس کی قیمت ادا نہ کر سکتا تھا بوڑھے نے پانچ روپے کی ایک سادی سی ساڑھی پسند کی۔ لیکن لڑکی کو وہ پسند نہ آئی۔ اور اُس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے مگر وہ مُنہ سے کچھ نہ بولی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اُس کا دادا غریب ہے۔ اور اِس قدر قیمت نہیں دے سکتا۔

۴۔ جب دوکاندار نے ساڑھی کو کاغذ میں لپیٹ دیا۔ تو بوڑھے نے قیمت دینے کے لئے

اپنی پھٹی پُرانی دھوتی کے آنچل سے گِرہ کھول کر پانچ رُوپے کا نوٹ دینا چاہا۔ لیکن افسوس وُہ نوٹ غائِب تھا۔ بُوڑھے نے اچھی طرح ڈھونڈا۔ لیکن وُہ نوٹ نہ ملنا تھا نہ مِلا بیچارا بوڑھا نوٹ کے گُم ہو جانے سے بیحد پریشان اور شرمِندہ ہُوا +

۵ ۔ دوکاندار نے جب یہ تماشا دیکھا تو بوڑھے کو مکّار اور دغا باز سمجھ کر دوکان سے باہر نِکال دِیا۔ بوڑھا دوکان سے نِکل کر لڑکی کا ہاتھ پکڑے اپنے گھر کی طرف واپس چلا۔ اُس کی آنکھوں میں آنسُو تھے۔ اور مُنہ سے کُچھ بولا نہ جاتا تھا۔ بڑی مشکل سے اُس نے اِتنا کہا" بیٹی افسوس ! تیری قسمت میں ساڑھی نہیں ہے ۔۔ اور گھر کی طرف روانہ ہُوا +

٦ ۔ اُسی دِن رات کے وقت ایک گِرہ کٹ تنہائی میں ایک درخت کے نیچے جو اسی بوڑھے کی جھونپڑی کے عین مُقابِل تھا۔ بیٹھ کر اپنے دِن بھر کے چُرائے ہُوئے رُوپوں کو گن رہا تھا۔ یکایک اُسے ایک دردناک آواز سُنائی دی۔ وُہ فوراً اُٹھا۔ اور جلد جلد قدم اُٹھاتا ہُوا جھونپڑی کے قریب گیا۔ کھڑکی کھُلی ہُوئی

تھی - اِس میں سے جھانک کر دیکھا - کہ ایک بُوڑھا آدمی لیٹا ہے - اور اِس کے سرہانے کی طرف ایک کم عُمر خوبصورت لڑکی بیٹھی - زار و قطار رو رہی ہے اور کہہ رہی ہے "- دادا مجھے ساڑھی نہیں چاہیئے - تم کیوں اِس قدر فکر کر رہے ہو - اُس چور کا خُدا بھلا کرے - جس نے ہمارا دِل دُکھایا" ٭

۷ - گِرہ کٹ یہ حال دیکھ کر بیتاب ہوگیا - بوڑھے کا نوٹ اُڑا لینے کا واقعہ اس کی آنکھوں کے سامنے پھر گیا - لڑکی کے بھولے بھالے چہرے کو پھول کی مانند مُرجھایا ہُوا دیکھ کر اپنے کئے پر حد سے زیادہ پشیمان ہُوا - اس سے زیادہ ضبط نہ ہوسکا - فوراً جھونپڑی کا دروازہ کھول بے دھڑک اندر داخل ہوگیا - لڑکی اُسے دیکھ کر گھبرا گئی - اُس کی چیخ نِکل گئی - لیکن گِرہ کٹ نے تسلّی دے کر کہا "- بیٹی ! ڈرو نہیں مَیں تمہارا رُوپیہ جس کے لئے تم اِسقدر بیتاب ہو رہی ہو - دینے آیا ہُوں" ٭

۸ - رُوپے کا نام سُنتے ہی بُوڑھا چونک پڑا اور اُٹھ کر بیٹھ گیا - گِرہ کٹ آگے بڑھا - اور بُوڑھے کے قدموں پر اپنا سر رکھ دیا - تمام

رُوپیہ جو اس نے دِن بھر مکّاری اور فریب سے چُرایا تھا۔ بُوڑھے کے سامنے رکھ کر کہنے لگا۔ یہ سب تُم لے لو۔ مَیں نے تمہارا نوٹ چُرایا تھا۔ لیکن اب مَیں اپنے کئے پر از حد پچھتا رہا ہُوں۔ مجھے جو سزا دینی ہو۔ دو۔ مَیں گنہگار ہُوں۔ مرنے کے بعد خُدا کو کیا مُنہ دِکھاؤنگا"۔ یہ کہا۔ اور پھُوٹ پھُوٹ کر رونے لگا۔

۹۔ بُوڑھے کا دِل بھر آیا۔ اُس نے گِرہ کٹ کو مُعاف کر دیا۔ اور کہا بھائی آنسو پُونچھ خُدا رحیم ہے۔ بے نیاز ہے۔ جو سچّے دِل سے توبہ کرتا ہے۔ خُدا اُسے صِرف مُعاف ہی نہیں کرتا۔ بلکہ اُس کی آئندہ زِندگی کو بھی پاک و صاف بنا دیتا ہے۔ اب تم سچّے دِل سے توبہ کرو۔ اور اپنے اِس ذلیل پیشہ کو ترک کر دو۔

۱۰۔ پیاری لڑکیو! اُسی وقت اس گِرہ کٹ نے خُدا کی درگاہ میں رو رو کر توبہ کی۔ اور پھر کبھی اِس قابِل نفرت کام کا خیال تک بھی دِل میں نہ آنے دیا۔ بوڑھے کی ہدایت پر اُس نے ایک معمُولی سی بزازی کی دوکان

کھول لی - اور ایک ایمانداد، نیک نیّت دوکاندار بن گیا - خدا نے اُس کے کام میں برکت ڈالی - اور چند دن میں اُس کی دوکان چمک گئی - کچھ عرصہ بعد وہ دولت مند ہوگیا - اور مرتے دم تک غریبوں اور محتاجوں کی اِمداد کرتا رہا - اور کبھی کسی محتاج کو اپنے دروازے سے خالی ہاتھ نہ جانے دیا - پیاری لڑکیو! جو کوئی سچّے دِل سے اپنے خالق کی درگاہ میں توبہ کرتا ہے - اُس کی توبہ ہمیشہ قبول ہوتی ہے ٭

دُسہرہ - وہ تیوہار جو راجہ رامچندر جی کی یادگار میں منایا جاتا ہے

ہگلی - دریا - جس پر کلکتہ واقع ہے، یہ گنگا کا مُعاوِن ہے

اشنان - غسل

حسرت - ارمان - کسی چیز کے نہ ملنے کا افسوس

دغاباز - فریبی ٭ بے دھڑک - بے خوف ٭

رحیم - رحم کرنے والا ٭ بے نیاز - بے پروا ٭

سوالات

۱ - گرہ کٹ کسے کہتے ہیں؟ اُس نے کیا چالاکی کی؟
۲ - بوڑھے نے پوتی کو ساڑھی کیوں نہ لے دی؟
۳ - اس کہانی سے کیا سبق حاصل ہوتا ہے؟

۳۔ اگھور کامنی

خوف زدہ مدعو مقصد فراموش

زچگی رذیل فطرت تقاضہ

۱۔ بنگال کے ایک گاؤں میں ایک شریف کائستھ رہتا تھا۔ اگھور کامنی اُس کی بیٹی تھی بچپن کے زمانے میں وہ بے علم رہی۔ وہ دس سال کی ہوئی تو اُس کی شادی ہوگئی۔ اُس کا خاوند نہایت لائق اور نیک خصلت انسان تھا۔ اُس کا نام یگت پرکاش چندر رائے تھا اُس نے اپنی بیوی کی تعلیم کی طرف خاص توجہ کی۔ اور اگھور کامنی ذوق و شوق کے ساتھ پڑھنے لکھنے لگی۔ اُنیس سال کی عمر میں اُس نے برہمو مذہب قبول کیا اور اپنے نیک اور پارسا خاوند کا ہر کام میں ہاتھ بٹانے لگی +

۲۔ اگھور کامنی کے دل میں ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ یکایک بنگال میں خوفناک طوفان آیا۔ وہاں کے باشندے خوفزدہ

ہو گئے ۔ اُس وقت اس دریا دِل خاتون نے
اپنے طلائی زیورات بیچ ڈالے ۔ اور تنگدستوں
کو مالی اِمداد دی ۔ اُس کا شوہر بانکی پور میں
مُلازِم تھا ۔ جہاں وُہ معمُولی معمُولی باتوں میں
بھی دُوسروں کے آرام کا خیال رکھتی تھی ۔ اگر
اُس کے ہاں کہیں سے پھل یا مِٹھائی آئے
تو وُہ اُسے کئی حِصّوں میں تقسیم کر کے لوگوں
کے ہاں بھیجدیا کرتی تھی ۔ اور اپنے کنبے کے
لئے صرف ایک حصّہ رکھتی تھی ۔ صُوبہ بہار
میں اِن اَیّام میں ناریل نایاب چیز تھی ۔ ایک
دفعہ اُس کے ہاں چند ناریل آئے اُس نے
ان کی مٹھائی بنائی ۔ اُس کے گھر کے قریب
مدرسہ تھا ۔ وہاں کے طلبا کو اُس نے مدعُو
کیا ۔ اور وُہ مٹھائی اُنہیں کِھلائی ۔ اور وُہ بہُت
خوش ہُوئے ۔ دُوسروں کی خِدمت وہ اپنی
زِندگی کا مقصد سمجھتی تھی ۔

۳ ۔ کوئی ہو ۔ امیر ہو یا غریب ۔ ادنےٰ ہو یا
اعلےٰ ۔ شریف ہو یا رذیل ۔ مصیبت آتے
ہی اگھور کامنی اُس کی خِدمت کے لئے تیّار
ہو جاتی تھی ۔ اور اپنے آپ کو فراموش کر دیتی
تھی ۔ ایک دِن اُسے یہ خبر مِلی کہ بانکی پور

کے ایک اچھے عہدے دار کی بیوی زچگی کی
وجہ سے نہایت تکلیف میں ہے اور اُس
کے کمزور بچے کی کوئی خبر لینے والا نہیں۔ اُس
نے ابھی تک کھانا بھی نہیں کھایا تھا۔ فوراً
وہاں گئی۔ اور گو اُن لوگوں سے اس کی جان
پہچان بھی نہ تھی۔ ہمہ تن زچہ اور اُس کے
بچے کی خدمت میں مصروف ہوگئی مگر افسوس
کہ وُہ بچے کی جان نہ بچا سکی

۴۔ ایک دِن اُس نے سُنا۔ کہ ایک
رذیل قوم کی عورت کے بچہ پیدا ہُوا ہے
اور اُس کی حالت بہت نازک ہے۔ وُہ
بہت جلد وہاں پہنچی۔ تو دیکھا کہ مریضہ۔
ایک غریب کوئلہ فروش کی بیوی ہے۔ اور
ایک نہایت تنگ اور غلیظ کوٹھڑی میں رہتی
ہے۔ نِصف کوٹھڑی میں وہ رہتی ہے۔ اور
نِصف میں کوئلے بھرے ہُوئے ہیں۔ جن کی
بدبُو سے دِماغ پریشان ہو رہا تھا۔ ناداری کا
یہ حال تھا کہ چارپائی تک نہ تھی۔ بچھونے
کا تو کیا ذِکر ہے؟ اگھور کامنی نے فوراً اپنے
گھر سے چارپائی اور کپڑے منگائے۔ ایک آدمی
ڈاکٹر کی طرف دوڑایا۔ اور جھاڑو اُٹھا کر غلیظ

کوٹھری کو صاف کرنے لگی۔ مریضہ اور اُس کے خاوند نے بہت منع کیا۔ لیکن اُس نے ایک نہ سُنی۔ اور کہا "یہ دونو ہاتھ کِس لئے ہیں؟" غرض اس شریف خاتون کی کوشش سے مریضہ چند روز میں اچھی ہوگئی۔ اور جب تک وہ اچھی نہ ہوئی یہ اِسی طرح خدمت کرتی رہی ؛

۵۔ اجنبی بھی جو حاجتمند ہو کر اگھور کامنی کی پناہ میں آتے۔ اُس کے دروازے سے مایوس نہ جاتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص جو سرکس میں تماشا کیا کرتا تھا۔ بیمار ہوکر اُس کے گھر آگیا۔ اِس قسم کے لوگوں کے ساتھ اُس کا کوئی واسطہ نہ تھا۔ پھر بھی اُس نے اس کو فوراً اپنے گھر میں ٹھیرا لیا۔ اور جب وُہ اچھا ہوگیا۔ تب اُسے جانے دیا۔ بہت سے لوگ جو اس کے گھر میں آکر پناہ لیتے تھے۔ بعض اوقات اِنسانی فِطرت کے تقاضے سے سخت ناشکری اور خود غرضی کا اِظہار کرتے تھے۔ لیکن وُہ کبھی بددِل نہ ہوتی تھی ؛

۶۔ اُس کے گھر میں بیس کے قریب لڑکیاں پرورش پاتی تھیں۔ جو مختلف مقامات اور مختلف

گھرانوں سے آئی ہوئی تھیں - ان سب کی تعلیم صحت - نیک چلنی اور اخلاق کا کل بوجھ اگھور کامنی نے اپنے ذمے لے رکھا تھا۔ اپنے پانچ بچوں کے ساتھ یکجا انکی نگہداشت اور پرورش کرتی تھی - اور غیروں کی لڑکیوں کو اپنی بیٹیاں سمجھتی تھی - ایک دن کسی نے کہا کہ اپنی لڑکیوں کو کانچ کی چوڑیاں پہنا رکھی ہیں - انہیں سونے کی چوڑیاں بنوا دو تو اس نے جواب دیا کہ اگر میں ایسا کرونگی تو دوسری لڑکیاں یہی کہینگی کہ اگر ہماری ماں ہوتی - تو ایسا نہ کرتی - میں سب کو یکساں سمجھتی ہوں "

۷ - پرکاش بابو درجۂ اول کے ڈپٹی کلکٹر تھے ان کی تنخواہ بہت معقول تھی - لیکن مہینے کے ختم ہونے سے پہلے ہی دوسری کی بھلائی میں تمام تنخواہ خرچ ہو جاتی تھی - اس لئے وہ آپ بہت سادہ لباس رکھتی تھی پینتیس سال کی عمر میں پانچ بچوں کی ماں ہوکر اس نے کچھ عرصے کے لئے بانکی پور چھوڑ دیا - اور لکھنؤ جاکر پادریوں کے زنانے سکول میں پڑھائی کے لئے داخل ہوئی - اور نو ماہ

وہاں رہ کر واپس آئی۔ اور بانکی پور میں لڑکیوں کا مدرسہ کھولا ٭

۸۔ پرکاش بابو کو سرکاری کام کے لئے مختلف مقامات میں دورہ کرنا پڑتا تھا۔ اگھور کا متی ہمیشہ اُن کے ساتھ جاتی تھی۔ ایک دفعہ بابو جی بہت سخت بیمار ہوئے۔ اور جان کے لالے پڑ گئے۔ اِس بیماری میں اُس نے خاوند کی دن رات چھ ماہ تک خدمت کی اور وہ اچھے ہو گئے۔ اور بابو جی کہا کرتے تھے کہ یہ میری روحانی رفیق ہے۔ آخر طرح طرح کی مشقتوں اور تکلیفوں کو برداشت کرتے کرتے اس کی صحت بگڑ گئی۔ اور انجام کار ایک خوفناک بخار کا حملہ ایسا ہوا۔ کہ سب مایوس ہو گئے۔ سب نے بہت زور لگایا بہترین معالج بلوائے۔ مگر وقت پورا ہو چکا تھا۔ ایک دن یہ نیک۔ ہمدرد اور پارسا عورت اِس دنیا سے رخصت ہو گئی۔ نزع کی حالت میں بھی وہ خدا کا نام برابر لیتی رہی ٭

خوف زدہ۔ ڈرا ہوا ٭ مدعو کرنا۔ دعوت میں بلانا
مقصد۔ مطلب۔ ارادہ ٭ فراموش۔ بھول جانا ٭

زچگی - وہ حالت جبکہ عورت نے بچہ جنا ہوا ہو +
رذیل - نیچ + فطرت - خصلت +
تقاضا - بار بار سوال کرنا یا مانگنا - خواہش +
معالج - علاج کرنے والا - ڈاکٹر - طبیب +
دریا دل - فیاض +

سوالات

۱ - اگھور کامنی کون تھی ؟
۲ - اس کی کس سے شادی ہوئی ؟
۳ - وہ کیوں مشہور ہے ؟

۴ - بہن

طینت غم خواری دِل آزاری

عاری ناداری عمل داری

نیک بخت و نیک طینت ہے وہی پیاری بہن
جو کرے ہر دم بہن کی فکر و غم خواری بہن
جس سے دِل کو رنج پہنچے وہ بہن کاہے کو ہے
کب بہن کی اپنی کرتی ہے دِل آزاری بہن
ہے بہن جس کی اُسے کچھ فکر و رنج و غم نہیں
کرتی ہے اپنی بہن کی سچی غم خواری بہن
جامۂ ابریشمی تم پر پھبے گا کیا بھلا ؟
ہو لباسِ علم و فن سے تم اگر عاری بہن
ایک سی حالت نہیں رہتی کسی کی دہر میں
غم نہ کھاؤ ہو اگر افلاس و ناداری بہن
اپنے شوہر کو رکھو خوش تو خدا تم سے ہو خوش
اپنے شوہر کی کرو ہر لحظہ غم خواری بہن
جو تمہارے واسطے زحمت اُٹھاتا ہے مدام
چاہیئے تم کو بھی اُس کی ناز برداری بہن
جو بڑا اپنے سے ہو تعظیم تم اِس کی کرو

وہ اگر چھوٹا ہے لازم اُس کی دلداری بہن
چاہتی ہو اپنی گر عزت تو سیکھو علم بھی؟
ہر جگہ ہے علم کی سمجھو عمل واری بہن

سیّد غلام مصطفیٰ - ذہین

طینت - عادت ٭ غم خواری - دلجوئی ٭
دل آزاری - دل دکھانا ٭ عاری - لاچار ٭
ناداری - غریبی - مفلسی ٭
عمل داری - حکومت ٭
شوہر - خاوند ٭

سوالات

۱ - بہن کسے سمجھنا چاہیئے؟
۲ - عزت کس طرح حاصل ہوتی ہے؟
۳ - پانچویں شعر کا مطلب بیان کرو ٭

۵۔ جانِ نثارِ بیوی

سگار رو وکالت اُمنگیں

قانون پارلیمنٹ ایام

۱۔ نوجوان ٹامس اور مارگیرٹ کے بیاہ کو ابھی چار سال بھی نہ ہونے پائے تھے کہ ایک روز جب ٹامس اپنے سگار کو بجلی کے ایک آلے سے جلا رہا تھا۔ تو آلہ بگڑ گیا۔ اور بجلی کی رَو اُس کی آنکھوں میں داخل ہوگئی۔ اور ٹامس ہمیشہ کے لئے اندھا ہوگیا۔ یہ اُس وقت کا ذکر ہے۔ جب ٹامس وکالت کا اِمتحان پاس کر چکا تھا۔ بلکہ چھوٹے چھوٹے مُقدّمے بھی اُسے پیروی کے لئے ملنے لگے تھے۔ آدمی تھا محنتی۔ ہوشیار۔ اور لائق لوگوں میں اِس کی کچھ کچھ مشہوری بھی ہوگئی تھی۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ چند ہی سال میں ٹامس مشہور اور دولتمند وکیل بن جاویگا۔

۲۔ یہ تھی حالت اور یہ تھیں اُمیدیں اور اُمنگیں۔ کہ آسمان سے بجلی گری اور ٹامس

کی اُمیدوں کے انبار کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ اب سنو کہ ٹامس جب اندھا ہوگیا تو پریشان ہو کر چلّایا کرتا تھا کہ یا الٰہی! میری آنکھیں جاتی رہی ہیں۔ آہ! اب میں کیا کرونگا۔ اس کی بیوی جواب دیا کرتی تھی کہ پیارے شوہر! تم سب کچھ کروگے۔ تم ایک کامیاب وکیل بنوگے۔ آنکھیں نہیں رہیں تو فکر نہ کرو۔ میں تمہاری آنکھیں بنوں گی۔

۳۔ غرض اِس وقت سے مارگرٹ نے خود قانون پڑھنا شروع کر دیا۔ امریکہ کے غریب لوگ بھی اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو اچھی تعلیم دیتے ہیں۔ ہمارے مُلک کی طرح نہیں کہ جہاں لڑکیوں نے چار پانچ جماعتیں پاس کرلیں۔ چلو چھٹّی ہوئی۔ وہاں کا یہ حال ہے، کہ عورتیں اگر کوئی خاص علم حاصل نہ بھی کریں۔ تو اِتنا ضرور ہوتا ہے کہ وہ اپنی زبان کی کتابیں اچھی طرح سے پڑھ سکتی ہیں۔ اور صاف ستھری انگریزی لکھ لیتی ہیں۔ اندھے وکیل ٹامس کی بیوی گو بڑی تعلیم یافتہ عورت تھی۔ مگر قانون بالکل نہ جانتی تھی۔ اب اُس نے قانون پڑھنا

اِس لئے شُروع کیا کہ اپنے شوہر کو اُس کے وکالت کے کام میں مدد دے ۔

۴۔ یہ کوئی آسان کام نہ تھا۔ مگر ایک طرف مارگرٹ کی اچھی تربیت اور دُوسری طرف اُس کے دِل کے شوق اور محبّت نے اُسے رفتہ رفتہ قانون داں بنا دِیا۔ نتیجہ اُس کا یہ ہُوا کہ ٹامس کی وکالت دن بدن چمکنے لگی۔ اور اس کی شہرت نے یہاں تک ترقّی کی کہ اُس کے دُشمن حسد کرنے لگے اور اُس کے دوست خوشی سے پھُولے نہ سمائے ۔

۵۔ اس کے بعد اندھے وکیل کو پارلیمنٹ میں داخِل ہُونے کا شوق چرایا۔ اُس وقت پھر اُس کی بیوی نے کہا۔ کچھ ڈر نہیں۔ بڑے شوق سے پارلیمنٹ میں جانے کی کوشِش کرو۔ تمہاری آنکھوں کی جگہ میری آنکھیں موجود ہیں۔ جب میاں بیوی میں یہ بات طے ہو چکی۔ تو میاں بیوی مِل کر کوشِش کرنے لگے۔ مارگریٹ خُود اپنے اندھے خاوند کی موٹر کار چلاتی۔ اور ووٹیں حاصِل کرتی تھی۔ آخر ٹامس اپنے ملک کے پارلیمنٹ کا مِمبر

بن گیا۔ اور مارگرٹ خاوند کی سیکرٹری بن گئی ٭

۶۔ جنگِ عظیم کے ایام میں ایک دفعہ مارگرٹ اور ٹامس جہاز کا سفر کر رہے تھے۔ دشمن کی آبدوز کشتی کا ایک گولا اُس کے جہاز کو لگا۔ اور جہاز ڈوبنے لگا۔ مارگرٹ نے فوراً ایک رسّہ لے کر شوہر کو اپنے ساتھ باندھ لیا۔ اور جہاز پر سے سمندر میں کود پڑی۔ دونو اچھے تیراک تھے۔ پناہ دینے والی اور بچانے والی کشتیوں کے پہنچنے تک دونو تیرتے رہے۔ آخر دونو کی جان بچ گئی لڑکیو! یہ ہے اصلی بہادری اور سچی جانثاری ٭

سگار۔ چرٹ ٭ رود۔ لہر۔ موج ٭
وکالت۔ مقدمات کی پیروی ٭ اُمنگیں۔ دلی خواہش ٭
قانون۔ وہ قاعدہ اور ضابطہ جسکی پابندی سب پر لازم ہو ٭
پارلیمنٹ۔ مجلس انتظامیہ ٭

سوالات

۱۔ وکیل کسے کہتے ہیں؟
۲۔ مارگریٹ کی بہادری کا قصہ بیان کرو ٭
۳۔ اُس نے جاں نثاری کا کیا ثبوت دیا؟

۶۔ سبق آموز خط

سوئی لکیریں ہندسہ پہاڑہ طے

بی رشیدہ! جیتی رہو

تمہارا خط پہنچا۔ جی خوش ہوا۔ تم نے اپنے بڑے بھائی سے کیوں نہ پوچھ لیا۔ وہ تمہیں گھڑی کا حساب سمجھا دیتے۔ خیر میں بتاتی ہوں۔ کچھ مشکل تھوڑی ہے۔ ذرا سی سمجھ چاہیئے گھڑی ہو یا گھنٹہ دو سوئیاں ہوتی ہیں۔ ایک چھوٹی ایک بڑی۔ چھوٹی سوئی گھنٹے بتاتی ہے۔ اور بڑی منٹ۔ بارہ لکیریں یعنی ہندسہ یا نشان ہوتے ہیں۔ اور ہر ہندسے سے دوسرے ہندسے تک پانچ منٹ ہوتے ہیں

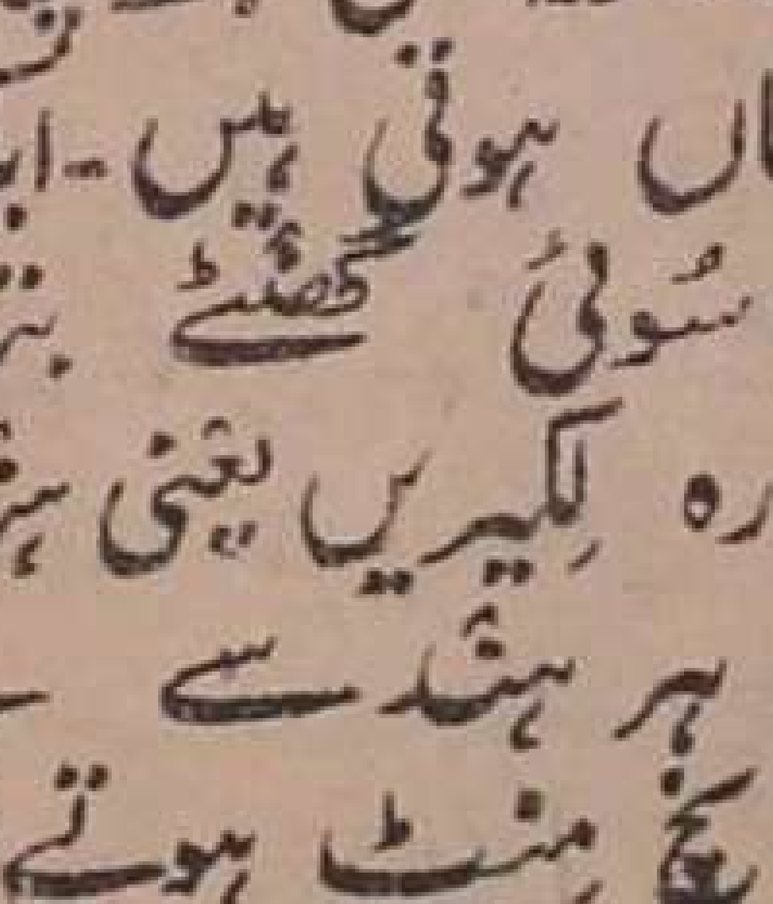

بڑی سوئی ایک لکیر سے دوسری لکیر تک یا ایک ہندسے سے دوسرے ہندسے تک پہنچتی ہے۔ تو پانچ منٹ ہو جاتے ہیں۔ بارہ کا

کا پہاڑہ تو تم نے پڑھا ہے۔ بارہ پنجے ساٹھ
جب یہ بڑی سوئی جہاں سے چلی وہیں
پہنچے۔ تو گویا ساٹھ منٹ طے کر آئی۔ مگر چھوٹی
سوئی ایک ہندسے سے دوسرے تک صرف
ایک گھنٹے میں پہنچتی ہے۔ اِس لئے جتنی
دیر میں بڑی سوئی بارہ کے نشان طے کریگی
یعنی ساٹھ منٹ ہوں گے۔ تو چھوٹی سوئی
صرف ایک نشان طے کریگی۔ یعنی ایک
گھنٹہ ہوگا۔

۲۔ یہ تو تم جانتی ہو۔ کہ گھنٹے تو کل بارہ
ہوتے ہیں۔ اِس لئے گھڑی میں بارہ تک
ہندسے ہیں۔ اُوپر دیکھو۔ بیچوں بیچ بارہ ہیں
اب سیدھے ہاتھ چلو I یہ ایک ہُوا۔ آگے
چلو II ہوئے۔ آگے III یہ IV چار۔ اب
V پانچ لو۔ پانچ تک تو آگئے۔ اب VI چھ
پھر VII سات پھر VIII آٹھ اور آگے چلو۔
تو نو IX اب کیا رہا X دس۔ لو گیارہ یہ
ہُوئے XI اب کیا رہا XII یہ بارہ ہوگئے
اس کا حساب صاف صاف یوں سمجھ لو۔
ایک کی لکیر ایک۔ دو کی دو۔ تین کی تین
چار IV پانچ پر جا کر V ہندسہ ہوگیا۔

پانچ پر ایک بڑھا دیا VI ہوگئے دو بڑھا دئے
VII ہوگئے - تین بڑھا دئے VIII ہوئے - نو
پر تو IX اس طرح ہوا - دس X پھر XI
اور آخر کار XII ۔

۳- اب سوئیاں سمجھنی ہیں - لو وہ بھی سمجھ
لو - دیکھو چھوٹی سوئی تین پر ہے - اور بڑی
سوئی نو۹ پر - تو مطلب یہ ہوا کہ چھوٹی
سوئی دو بجا کر چلی - کہ تین تک پہنچے - اور
بڑی سوئی بارہ کی لکیر

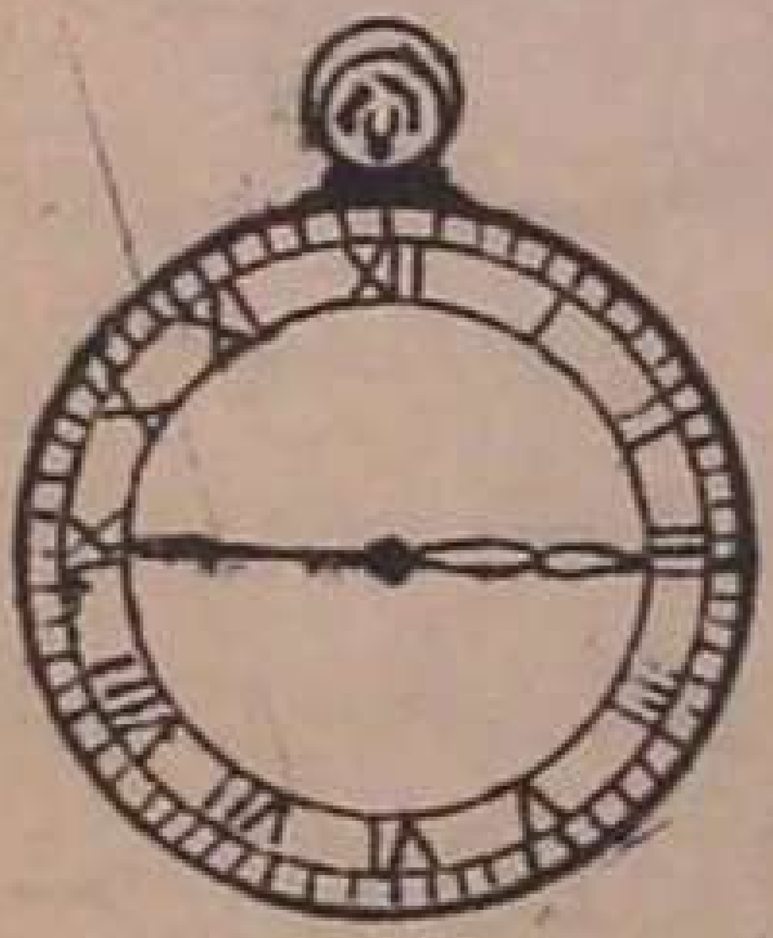

سے چلی - کہ پھر بارہ
کی لکیر پر آئے - اور
تین بجائے - کیونکہ گھنٹہ
تو اسی وقت پورا ہوا
تھا - جب بڑی سوئی
بارہ پر آئی تھی - اور چھوٹی
سوئی دو پر تو دو بجے تھے - اب دونوں
سوئیاں چلیں - کہ تین بجائیں - چھوٹی سوئی
کو صرف ایک لکیر یعنی II سے III تک
جانا ہے - اور بڑی کو بارہ سے چل کر
پھر بارہ کے ہندسے پر آنا ہے - تو جب
بڑی سوئی بارہ سے ایک پر آئی - تو اس

نے پانچ منٹ طے کیئے۔ کیونکہ ہر لکیر سے
دُوسری لکیر تک پانچ منٹ کا فرق ہے
جس وقت بڑی سُوئی ایک پر پہنچی۔ تو دو
بج کر پانچ منٹ۔ جب دو پر آئی۔ تو دو
بج کر دس منٹ ہُوئے۔ جب تین پر آئی
تو دو بج کر پندرہ منٹ ہُوئے۔ یعنی سوا دو
چار پر آئی۔ تو دو بج کر بیس منٹ ہوئے۔
پانچ پر آئی۔ تو پچیس۔ چھ پر تیس۔ یعنی ڈھائی
اُس وقت چھوٹی سُوئی دو اور تین کے بالکل
بیچوں بیچ ہوگی۔ کیونکہ آدھ گھنٹہ چلے ہُوئے ہُوا
ہے۔ اب ڈھائی کے بعد بڑی سُوئی اور آگے
بڑھی۔ تو سات پر آئی۔ اب دو بج کر پینتیس
منٹ ہُوئے۔ یعنی تین بجنے میں پچیس
منٹ باقی ہیں۔ آٹھ پر آئی۔ تو دو بج کر
چالیس منٹ ہُوئے۔ یعنی تین بجنے میں بیس
منٹ باقی ہیں۔ اب نو پر بڑی سُوئی آئی
جہاں گھڑی کی تصویر میں ہے تو بتاؤ کیا
بجا ہے؟ پانچ کا پہاڑہ پڑھو۔ پانچ نم
پینتالیس۔ اب دو بج کر پینتالیس منٹ
ہُوئے۔ مگر جس طرح ہر چیز کا آدھا۔ اور
پاؤ ہوتا ہے۔ اُسی طرح گھنٹے کا ساٹھ

منٹ کا تو پُورا تیس منٹ کا آدھا جو ہمیشہ
چھ کے ہندسے پر ہوتا ہے۔ کیونکہ گھنٹہ
بارہ پر بجتا ہے۔ اور بارہ سے شروع ہوتا
ہے۔ اس لئے بارہ کا آدھا چھ۔ جب
سُوئی چھ پر پہنچی تو آدھا گھنٹہ ہُوا جب
تین پر تھی تو پندرہ منٹ طے کئے تھے
ساٹھ منٹ کا گھنٹہ۔ ساٹھ کی چوتھائی
پندرہ۔ پندرہ چوکے ساٹھ۔ تو جب بڑی
سوئی نو پر آئی۔ پانچ نم پینتالیس۔ دو
نج کر پینتالیس منٹ ہُوئے۔ اِس لئے
پونے تین بجے۔

۴۔ اب بڑی سُوئی دس پر آئی۔ تو چاہے
کہو دو بج کر پچاس منٹ ہُوئے۔ یا سیدھی
بات کہ دو کہ تین بجنے میں دس منٹ
ہیں۔ کیونکہ بڑی سُوئی کو بارہ تک پہنچنے
میں بس دو ہی لکیریں طے کرنی ہیں۔ یعنی
گیارہ اور بارہ۔ جب گیارہ پر آئی۔ تو
دو بج کر پچپن منٹ ہُوئے۔ مگر سیدھی
سی بات کہو۔ تین بجنے میں پانچ منٹ
ہیں۔ لو اب بڑی سُوئی بارہ پر پہنچی۔ تو
چھوٹی سُوئی تین پر ہوگی۔ تین بج گئے۔

سوالات

۱- ہر گھڑی میں کتنی سُوئیاں ہوتی ہیں؟
۲- بڑی کیا بتاتی ہے؟
۳- اگر بڑی سُوئی دس پر اور چھوٹی چھ پر
تو کیا وقت ہوگا؟

۷- بارش

خروش دَل اُمنڈ اشجار صدا
بے تحاشا صحرا لیل و نہار بحر

۱- آگئی ٹھنڈی ہوا برسات کی
چھا گئی کالی گھٹا برسات کی
۲- اب کہاں سُورج کی گرمی کا وہ جوش
اب گیا سنتے ہی بادل کا خروش
۳- دَل کے دَل بادل اُمنڈ کر آگئے
اور سارے آسماں پر چھا گئے
۴- ابر کے سائے میں ہے ساری زمیں

اور دوسرے سائے کی اب حاجت نہیں
۵ ہو گئے ایسے ہیں سب جاں دار خوش
لہلہاتا سبزہ خوش ۔ اشجار خوش
۶ سن کے بارش کی مسرت کا پیام
جھومتے مستی میں ہیں پودے تمام
۷ سب پرندے چہچہاتے پھرتے ہیں
ہے خوشی اتنی کہ گاتے پھرتے ہیں

---

۸ اے لو وہ گرجا۔ وہ آئیں بوندیاں
دید کے قابل ہے یہ پیارا سماں
۹ خوبصورت کس قدر ہے یہ پھوار
موتیوں کے ہار ہیں قطروں کے تار
۱۰ مینہ برسنے کی جو آتی ہے صدا
اس سے ہو جاتا ہے پیدا گیت سا
۱۱ لو وہ چھینٹے زور کے آنے لگے
پانی پرنالے بھی برسانے لگے

---

۱۲ وہ گرج بادل کی وہ بارش کا زور
شہر کی گلیوں میں وہ بچوں کا شور
۱۳ بے تحاشا دوڑنے پھرتے ہیں یہ
اٹھ کھڑے ہوتے ہیں جب گرتے ہیں یہ

۱۴ ناؤ کاغذ کی چلاتا ہے کوئی
گیت ساون کے سُناتا ہے کوئی
۱۵ جب پھِسل جاتا ہے کوئی راہگیر
پیٹتے ہیں تالیاں بن کر شریر

---

۱۶ وہ گلی کوچوں سے پانی بہ چلا
یہ کہاں جائیگا؟ بتلاؤ بھلا
۱۷ سَیر کرتا ہے کوئی دم شہر میں
شہر سے جاکر ملے گا نہر میں
۱۸ جاگرے گی نہر دریا میں کہیں
بستیوں سے دُور صحرا میں کہیں
۱۹ ساتھ یہ سرمایہ سب دریا لئے
جائیگا رشتہ سمندر کا لئے
۲۰ طے سفر کرتا ہؤا لیل و نہار
بحر میں مِل جائیگا انجام کار

(تلوک چند محرومؔ - بی - اے)

خروش - شور ٭ صدا - آواز - ندا ٭
دَل - بڑی فوج ٭ بے تحاشا - فوراً - اچانک
اُمنڈ کر - گھِر کر ٭ صحرا - ریگستان - وُہ جنگل
اشجار - جمع شجر کی - درخت ٭ جس میں گھاس اور درخت نہو

لیل و نہار۔ رات اور دن ۔
بحر۔ سمندر ۔

سوالات

۱۔ صحرا کسے کہتے ہیں ؟
۲۔ تیسرے شعر کا مطلب بیان کرو ۔
۳۔ بارش کا سین اپنے لفظوں میں لکھو۔

۸۔ رابعہ بصری

قحط استقلال خدا رسیدہ عابدہ
زاہدہ مطیع وساطت

۱۔ رابعہ بصری ایک غریب مسلمان کی بیٹی تھی۔ جو ملک شام اور شہر بصرہ میں رہتا تھا۔ اس کی چار بیٹیاں تھیں۔ رابعہ چونکہ چوتھی بیٹی تھی۔ اس کا نام رابعہ رکھا گیا۔ عربی زبان میں رابعہ چوتھی کو کہتے ہیں۔ رابعہ غریب مزاج اور بھولی بھالی لڑکی تھی۔ جب وہ بڑی ہوئی تو اس کا

باپ مرگیا ٭

۲۔ کچھ عرصے کے بعد شہر بصرہ میں قحط پڑا وہ اپنی بہنوں سے جدا ہوگئی۔ اور ایک ظالم شخص نے اُسے نہایت کم قیمت پر ایک امیر کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اتفاق سے یہ امیر بھی بڑا ظالم اور بے رحم تھا وہ رابعہ سے سخت محنت لیتا تھا۔ اور اتنا کام دیتا تھا کہ وہ ختم نہ کر سکتی تھی جب وہ کام دھندوں سے تھک کے چور ہو جاتی تھی۔ تو اُسے مار پڑتی تھی۔ اور بھوکا رکھا جاتا تھا۔ رابعہ بڑے استقلال سے ان مصیبتوں کو برداشت کرتی تھی۔ لیکن جب سنگدل آقا آگے سے بھی زیادہ سختی کرنے لگا۔ تو وہ تنگ آکر رات کے وقت اُس کے گھر سے نکل بھاگی ٭

۳۔ رات کا وقت تھا۔ پکڑے جانے کا ڈر تھا۔ نا معلوم راستہ تھا۔ بھاگتے بھاگتے ایک جگہ ٹھوکر کھا کر گر پڑی۔ اور ایسی بری طرح گری کہ ایک بازو ٹوٹ گیا۔ درد سے بے تاب ہوکر رابعہ نے صدق دلی سے رحم کی دعا کی۔ اور اُسے ایسا معلوم

ہُوا کہ جیسے کوئی کہہ رہا ہے کہ اے رابعہ تو اِن ظاہری مُصیبتوں کا فِکر نہ کر۔ بہت جلد تجھ پر رحمت نازل ہوگی۔ یہ آواز سُنکر رابعہ سب رنج و غم بھُول گئی۔ اور اُسی ظالِم آقا کے گھر لَوٹ آئی ٭

۴۔ رابعہ کا دستُور تھا کہ تمام دِن محنت کرتی۔ اور رات کے وقت عِبادت میں مشغول ہو جاتی۔ ایک دِن جو اُس کے آقا کی آنکھ کھلی۔ تو اُس وقت رابعہ سِجدے میں تھی۔ اور اُس کے چہرے پر نُور برس رہا تھا یہ حالت دیکھ کر اُس کا آقا حیران رہ گیا۔ اُسی وقت اُسے آزاد کر دیا۔ اور کہا کہ اب تم خود مختار ہو۔ جہاں چاہے رہو۔ لیکن خُدا رسیدہ رابعہ نے وہاں رہنا پسند نہ کیا۔ وہ اپنے آقا سے رُخصت ہو کر ایک سُنسان جنگل میں جا رہی اور عابدہ اور زاہدہ کہلانے لگی۔ اِس کے بعد چند سال ایک مسجد میں رہی۔ اور پھر مکّہ شریف میں جا کر اس جہان فانی سے رُخصت ہُوئی ٭

۵۔ رابعہ کے دِل میں خُدا شناسی اور اُس کی اصلی محبّت کے پاک جذبات بھرے ہُوئے

تھے۔ اُس کے آگے بادشاہ تو درکنار بڑے بڑے بزرگ سر جُھکاتے تھے۔ غلامی سے آزاد ہو کر اُس نے حسن بصری علیہ الرحمتہ سے مذہبی مسائل کا سبق لیا تھا۔ اِس لئے بڑے بڑے عالم دُور دُور سے اُس کی زیارت کو آتے۔ اور اُس کے عالمانہ کلام سے مُستفید ہوتے تھے ٭

۶۔ ایک دِن ایک معزز شخص نے رابعہ کے پھٹے پُرانے کپڑے دیکھ کر کہا کہ "زاہدہ! بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ جو آپ کے اِشارے پر آپ کی تمام ضروریات پُورا کر سکتے ہیں"۔ یہ سُن کر رابعہ نے جواب دِیا کہ دنیاوی ضروریات کے لئے کسی سے اِلتجا کرتے مجھے شرم آتی ہے یہ دُنیا خُدا کا ملک ہے۔ اُس کو چھوڑ کر اور کِسی کے آگے کیسے ہاتھ پساروں۔ جو کچھ ضرورت ہوگی۔ اُسی کے ہاتھ سے لوں گی ٭

۷۔ ایک دفعہ موسم بہار میں عابدہ رابعہ ایک جھونپڑی میں خاموش بیٹھی تھی۔ اُس کی خادمہ وہاں آئی۔ اور بولی کہ مائی جی کیا سوچ رہی ہو۔ باہر تشریف لا کر دُنیا کی بہار دیکھو۔ رابعہ نے مُسکرا کر کہا۔ "تم اندر آ کر خالق کا جلوہ دیکھو" ٭

۸- ایک دِن ایک معزّز خاتُون نے پُوچھا۔ کہ کیا آپ کو شادی کا خیال نہیں ہے؟ اس کا جواب رابعہ بصری نے یہ دِیا کہ شادی تو جسم کے لئے ہوتی ہے۔ میرا جسم کہاں ہے جسم تو میں خُدا کے حوالے کر چکی ہوں۔ یہ تو اب اُسی کے مُطیع اور اُسی کے کام میں مصرُوف ہے

۹- جناب حسن بصری فرمایا کرتے تھے کہ رابعہ کو بلا کسی کی وساطت کے خُدا کی طرف سے عِلمِ رُوحانی حاصِل ہُوا ہے۔ اور اُسے خُدا نے خُود مقرّب بنایا ہے"۔ صدیاں گذر چکی ہیں۔ رابعہ اس دُنیائے فانی سے رُخصت ہو چکی ہے۔ لیکن اِس خُدا پرست بی بی کا نام قیامت تک زِندہ رہے گا ٭

قحط - کال ٭

استقلال - مضبُوطی کے ساتھ ٭

خُدا رسیدہ - نیک - خُدا کو پہنچی ہوئی ٭

عابدہ - خُدا کی بندگی کرنے والی ٭

زاہدہ - پرہیزگار - جو سوائے خُدا کے کِسی اور سے تعلّق نہ رکھے ٭

مطیع - تابعدار - فرمانبردار ٭

وساطت - وسیلہ - ذریعہ ٭

سوالات

۱۔ رابعہ کا نام رابعہ کیوں رکھا گیا؟ اور وہ کون تھی؟
۲۔ وہ اپنی بہنوں سے کیوں جدا ہوئی؟
۳۔ وہ کیوں مشہور ہے؟

۹۔ مکان

حفظانِ صحت ونٹی لیشن شعاؤں
کثافتیں ملیریا روشن دان
بیمارستان مخزن متعدّی

۱۔ ہندوستان میں عموماً شہروں۔ قصبوں اور دیہات کی آبادی کے وقت حفظانِ صحت کا کہیں خیال نہیں رکھا گیا۔ نہ ونٹی لیشن کی طرف توجہ کی گئی۔ جس طرف جاؤ مضرِ صحت آبادی کا سلسلہ دکھائی دیتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے تنگ و تاریک مکان بنائے جاتے ہیں چھوٹے صحن ہوتے ہیں۔ جن میں آفتاب کی شعاؤں

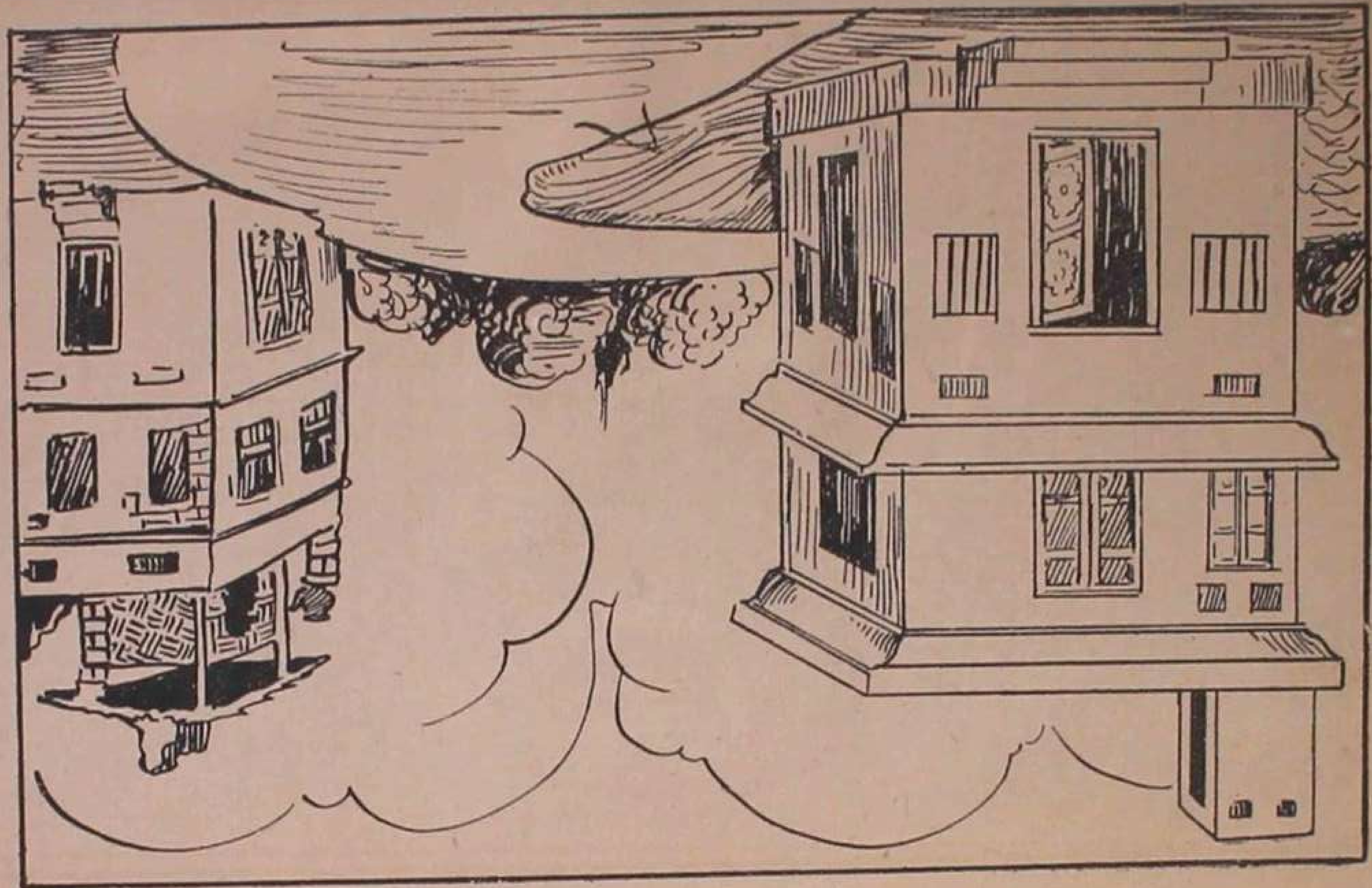

کا بھی پُورے طَور پر گُذر نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ان میں جسقدر کہ ہَوا کی ضرورت ہے۔ میسّر آتی ہے ٭

۲۔ ایک طرف پاخانہ بنا ہوتا ہے۔ اور بہت کم ایسے گھر ہوتے ہیں۔ جن کا پاخانہ پختہ فرش کا ہو کچرے کا انبار بھی اُسی صحن میں ایک طرف لگا ہوتا ہے۔ موریوں کا غلیظ پانی باورچی خانے کا دھواں اور ایسی ہی دُوسری کثافتیں اکثر امراض کے جراثیم پیدا کر دیتی ہیں اور مخصوص ملیریا کے مچھر تو نہایت کثرت سے ہو جاتے ہیں۔ اور سارا مکان اچھا خاصہ پیچش بخار اور دُوسری بیماریوں کا گھر بن جاتا ہے ٭

۳۔ صحت قائم رکھنے میں مکان کی طرز تعمیر کو بڑا دخل ہے۔ جہاں تک ممکن ہو مکان ڈھالُو اور بلند زمین پر مشرقی رُخ ہونا چاہیئے۔ صحن وسیع اور کمرے ہوا دار ہوں۔ مغربی اور جنوبی رُخ میں برآمدے ہونے بھی ضروری ہیں۔ شعاع آفتاب بھی اچھی طرح اور کافی بھی میں آتی رہے۔ بڑے بڑے کمروں کی چھتوں اور دیواروں میں اِس قسم کے روشندان بنائے جا سکتے ہیں۔ جن میں ہَوا اور روشنی

کا کافی طور پر گزر اور دھوئیں اور بخارات کا اخراج ہو سکتا ہے۔ اگر کسی مکان کی زمین مرطوب ہو۔ تو بالاخانہ ضرور بنایا جائے۔ ورنہ اتنی بلشد کرسی دی جائے کہ فرش مکان پر رطوبت کا اثر نہ ہو سکے ٭

۴۔ نمناک اور نشیبی حصہ زمین پر مکان بنانا گویا ہسپتال یا بیماروں کا مخزن بنانا ہے۔ جس جگہ گلی سڑی چیزوں کا انبار لگا ہو اور جہاں بدبودار بخارات زمین سے اُڑتے ہوں۔ یا گنجان درختوں کا جھنڈ ہو۔ وہاں پر جو مکانات بنائے جاتے ہیں۔ ان مکانوں کے بسنے والوں کی صحت اکثر خراب رہتی ہے۔ مویشی وغیرہ کا پیشاب۔ اور اُن کی لید بھی مضرِ صحت ہے۔ مکانات کی بد احتیاطی اور عدم صفائی کے سبب اکثر امراض مثل ہیضہ۔ پیچش۔ بخار اور طاعون کا ظہور ہوتا ہے۔ صحن کی موریاں ایسی ہونی چاہئیں کہ بارش کا پانی فوراً نکل جائے دیواروں پر پتے یا کاغذ لگانا بہت بُرا ہے ایسے کاغذوں میں برسوں تک متعدی امراض کے جراثیم اپنا گھر بنا لیتے ہیں ٭

۵۔ کمرے کی ہوا بہت جلد خراب ہو جاتی ہے

اور جن کو اندر کمرے میں بیٹھ کر کام کرنے کا زیادہ اتفاق ہوتا ہے۔ اِن میں کاہلی اور سُستی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور تولید خون کی کمی ہو جاتی ہے۔ اگر سکونت کے لئے کوئی مکان تاریک بھی ہو تو برآمدے کے اُوپر یا چھت میں روشن دان بنانے چاہئیں۔ جس سے ہوا کی آمد و رفت جاری ہو جائیگی ؛

۶۔ خس کی ٹٹی اور پردہ سے بھی نمی کا اندیشہ رہتا ہے۔ اس لئے موسم گرما میں ایسے مکانات میں جہاں دُھوپ کم جاتی ہو۔ اور جہاں کی ہوا خُوب مرطوب ہو خس وغیرہ کی ٹٹیاں نہ لگانا چاہئے۔ کیونکہ بہ نسبت گرمی کی تکلیف کے مرطوب ہوا اور مرطوب جگہ کے نقصانات بہت زیادہ ناقابلِ برداشت ہیں۔ اور ایسی حالت میں اکثر گٹھیا کی بیماری کا اندیشہ رہتا ہے اگر کمروں میں باورچی خانے کا دُھواں آتا ہو۔ اور اُس کا دُوسری طرف نکلنا ناممکن ہو تو آسان ترکیب یہ ہے۔ کہ جا بجا روئی کے گالے لٹکا دِئے جائیں۔ تاکہ وُہ دھوئیں کو جذب کرلیں اور وُہ مکان میں نہ پھیلے۔ احتیاط کرنا چاہئے کہ آدمیوں کے رہنے کے دالان اور کوٹھڑیوں

ہیں نہ تو مویشی باندھے جائیں۔ نہ مُرغیاں رہیں۔ نہ گوبر کا سامان رکھّا جائے ٭

حفظانِ صحت۔ تندرستی کی نگہداشت ٭
وِنٹی لیشن۔ ہَوا کی آمد و رفت۔ روشندان
شعاؤں۔ جمع ہے شعاع کی ٭
کثافتیں۔ جمع ہے کثافت کی۔ میل ٭
ملیریا۔ موسمی بخار ٭
روشندان۔ وہ سُوراخ جس سے روشنی آئے ٭
بیمارستان۔ بیماروں کا گھر ٭
مخزن۔ خزانے کی جگہ ٭ متعدّی۔ پھیلنے والی۔
ایک کو دوسرے سے لگ جانے والی ٭
گٹھیا۔ وہ بیماری جس سے جوڑوں میں دَرد ہو ٭

سوالات

۱۔ مکان کیسے تعمیر کرانا چاہیے؟
۲۔ نمناک اور نشیبی حصّۂ زمین پر مکان بنانے میں کیا خرابی ہے؟
۳۔ اگر کمرے کی ہوا خراب ہو جائے۔ تو کیا نتیجہ ہوتا ہے؟

۱۰- بدوں سے نیکی

بگلا منت احسان کم ظرف

۱ ایک کُتّے کے حلق میں اک بار
پھنس گئی اتفاق سے ہڈّی
۲ کھانسنے سے بھی جب نکل نہ سکی
جان پر آ بنی بچارے کی
۳ بگلا رہتا تھا اک کہیں نزدیک
پہنچا پاس اُس کے دَوڑ کر جلدی
۴ لگا منّت سے اس سے یوں کہنے
کرو احسان مجھ پہ اے بھائی!
۵ چونچ سے اپنی کھینچ لو اس کو
جسقدر تم سے ہو سکے جلدی
۶ ہوگا احساں تمہارا یہ مجھ پر
اِس کو بھولوں گا عُمر بھر نہ کبھی
۷ ڈال کر اپنی چونچ بگلے نے
کھٹ سے ہڈی نکال کر پھینکی
۸ جب ملی مخلصی مصیبت سے
راہ کتّے نے اپنے گھر کی لی۔
۹ اتفاق ایک دن ہوا ایسا

لایا کتّا کہیں سے اِک روٹی
۱۰ اک کِنارے پہ بَیٹھ جوہڑ کے
اس کو کھانے لگا اکیلا ہی
۱۱ آگیا پاس بگلا اور بولا
دینا ٹکڑہ ذرا سا مجھ کو بھی
۱۲ پیٹ خالی ہے صبح سے میرا
ایک بھی مِل سکی نہیں مچھلی
۱۳ کتّا اپنے وھیان میں بیٹھا
روٹی کھاتا رہا اکیلا ہی
۱۴ بولا بگلا دبی زُباں سے پھر
یاد ہے بات بھی کچھ اس دن کی
۱۵ جبکہ بے تاب دَرد سے تھے آپ
دمِ آخر تھا جان پر تھی بنی
۱۶ کہا کتّے نے بیوقوف ہے تُو
عقل تو نے ذرا نہیں سیکھی
۱۷ تو نے احسان کیا تھا گر مُجھ پر
مَیں نے کیا تجھ سے کمی نہیں نیکی
۱۸ نہیں میں نے چبایا گردن کو
جب مرے مُنہ میں تُو نے ڈالی تھی
۱۹ کرد کم ظرف سے جو نیک سلوک
اور رکھّو اُمید نیکی کی

۲۰ اِنتہا کی یہ بیوقوفی ہے
یاد رکھنا یہ بات رضوی کی
(سیّد محمد نواز۔ رضوی)

مُخلصی - رہائی
کم ظرف - کمینہ
اِنتہا - بے حد

سوالات

۱- بگلا کس قِسم کا جانور ہے؟ اور کیا کھاتا ہے؟
۲- اُس نے کتّے سے کیا سلوک کیا؟
۳- اس نظم سے کیا نتیجہ نِکلتا ہے؟

۱۱- نیند

نمو فِطرتاً نشوونما سن بلوغ

نیش زنی گیس سہلانا

۱- نیند ایسی چیز ہے۔ جس سے بدن کے ہر ایک عضو پر صحت بخش اثر پہنچتا ہے اور تمام اعضا کی وہ تھکن جو جاگنے اور کاروبار سے ہوتی ہے۔ دُور ہو جاتی ہے۔ اور از سرِ نو تازگی آجاتی ہے۔ نمو کے زمانے میں سونے کا اثر اچھا ہوتا ہے۔ بچے جسقدر سونے میں بڑھتے ہیں۔ اُسقدر جاگنے میں نہیں بڑھتے۔ اور یہی سبب ہے کہ بچے فطرتاً زیادہ سوتے ہیں۔ اور بوڑھوں کو جن کی نشوونما کا وقت گزر چکتا ہے۔ نیند کم آتی ہے۔ لیکن بعض بوڑھے بھی بچوں کی طرح سوتے ہیں۔ اور طبیعتوں کے لحاظ سے ان کو زیادہ سونے کی ضرورت بھی ہوتی ہے +

۲- بچوں کو نیند سے کبھی جگانا نہیں

چاہیئے۔ بلکہ جب تک سوئیں سونے دیا جائے
کیونکہ اُن کو زیادہ نیند کی ضرورت ہے۔
جب بچے کی عمر چھ سال کی ہو جائے تب
اُس کو بارہ گھنٹے تک سونا چاہیئے۔ اور
ایک دو گھنٹے دن کو بھی آرام کرنا چاہیئے۔
اور جب دس سال کی عمر ہو۔ تو ایک یا
دو گھنٹے کم کر دینا چاہیئے۔ اس کے بعد
سن بلوغ تک ۹ یا ۱۰ گھنٹے کافی ہیں۔
اور جب نشو و نما پورا ہو جائے۔ تو ایک
دو گھنٹے اور کم کر دیئے جائیں۔ ایک جوان
آدمی کو کم سے کم چھ اور زیادہ سے زیادہ
آٹھ گھنٹے سونا کافی ہے۔ لیکن تمام اشخاص
کو ایک قاعدے کا پابند بنانا مشکل ہے +
۳۔ تندرست عورتوں کو بھی آٹھ گھنٹے سے
کم نہ سونا چاہیئے۔ رات کو زیادہ دیر جاگنا
مضر ہے۔ جلد سونے سے بڑا فائدہ یہ ہے
کہ سویرے آنکھ کھلتی ہے۔ عام طور پر
گرمی کے موسم میں اچھی نیند کا آنا ذرا
مشکل ہے۔ اور کم سونے کا عادی ہونا
تندرستی کے لئے خطرناک ہے۔ جب
میں شور و غل کا ہونا کتابوں کا پڑھنا۔ گرم

INSTITUTE OF ISLAMIC STUDIES
LIBRARY
DELHI-110062

ہوا یا لُو کا چلنا۔ آندھیوں کا آنا۔ مچھروں کی بھن بھناہٹ اور اُن کی نیش زنی۔ حبس یا گرمی ایسی تکالیف ہیں۔ جن سے نیند میں سخت خلل واقع ہوتا ہے۔ لیکن اِن تکالیف کو تدابیر سے رفع کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ دیکھ لینا چاہیئے کہ سونے کا کمرہ ہوادار ہے۔ اور ہَوا کے گذرنے کے لئے دروازے۔ اور کھڑکیاں خوب کھلی ہُوئی ہیں۔ جاڑے کے موسم میں بھی کھڑکیاں اِتنی کھلی رہیں کہ کمرے کی گرم ہوا باہر جا سکے۔ بالکل بند کر کے سونا۔ اور اس طرح کہ گرم ہوا باہر نہ جا سکے۔ سخت خطرناک ہے۔ کوئلہ جلا کر یا جلتا ہُوا لیمپ چھوڑ کر ایسے کمرے میں سونا خودکشی کے برابر ہے۔ کیونکہ جو گیس کوئلے کا نِکلتا ہے۔ وہ سخت زہریلا ہے اور اِس سے اکثر موتیں واقع ہو جاتی ہیں لیمپ کے دُھوئیں کے ذرّے بہت سے امراض پیدا کرتے ہیں۔ ایک لحاف میں کئی آدمیوں کا سونا بھی مضرِ صحت ہے۔ گرمی کے موسم میں ہلکا اور سادہ بستر اچھا ہوتا ہے۔

۵۔ سونے کے وقت یہ التزام رکھا جائے

کہ اوّل تھوڑی دیر داہنی کروٹ لیٹے تاکہ غذا معدے میں اچھی طرح پہنچ جائے۔ پھر بائیں کروٹ زیادہ دیر تک سونا چاہئے۔ تاکہ حرارتِ جگر معدے پر اثر ڈالے۔ اس کے بعد تھوڑی دیر داہنی کروٹ سو جائے بارش کے موسم میں شبنم زیادہ پڑتی ہے اس لئے آسمان کے نیچے بلا کسی چھت یا روک کے سونا مضر ہے۔ فرش زمین یا سخت چیز پر سونا صحت میں خلل ڈالتا ہے۔ اگر نیند کم آتی ہو۔ تو علاج اور تدابیر سے یہ نقص دور ہو سکتا ہے۔ لیٹ کر کتاب دیکھنا روشنی کا گل کر دینا۔ طبیعت کو متوجہ بہ خواب کرنا۔ قصے کہانی سننا۔ آہستہ آہستہ کچھ گانا اور سہلانا۔ سر پر تیل ملنا۔ یا تلوؤں کی مالش خشک یا تیل سے کرنا نیند لاتا ہے۔ پردۂ چشم کے مقابل تیز روشنی نیند اچاٹ کرتی ہے اس لئے سونے کے کمرے میں سامنے لیمپ نہ رکھنا چاہیئے۔

نمو - بڑھنا ٭
فطرتاً - خصلت سے ٭

نشوونما - جسم کا بڑھنا ٭
سنِ بلوغ - تمیز کی عمر ٭
نیش زنی - ڈنک مارنا ٭
گیس - ہوا ٭
سہلانا - آہستہ آہستہ ملنا ٭
التزام - طریقہ - بندوبست ٭

سوالات

۱- نیند کی کیا ضرورت ہے؟
۲- تندرست عورتوں کو کتنے گھنٹے سونا چاہیئے؟
۳- سونے کے کمرے میں کیا انتظام کرنا چاہیئے؟

۱۲- دانا اُستانی

اشرفیاں پارسا زمینداری رفوچکر

اکتاکر عدالت مُدعیان

۱- پچھلے وقتوں کا ذکر ہے۔ کہ چار چوروں کے درمیان بڑا دوستانہ تھا۔ وُہ ہمیشہ مِل کر چوری کیا کرتے۔ اکٹھے رہتے اور چوری کا مال بیچ کر اشرفیاں جمع کرتے۔ جب اُن کے پاس ایک ہزار اشرفیاں جمع ہوگئیں تو اُنہوں نے سب اشرفیاں ایک پیتل کے برتن میں ڈال دیں۔ اور یہ برتن اپنے گاؤں کی ایک بوڑھی پارسا عورت کے پاس امانت رکھ دیا۔ اور اُسے تاکید کی کہ جب تک ہم چاروں اکٹھے ہو کر نہ آئیں اور اپنا مال طلب نہ کریں۔ ہم میں سے کسی ایک شخص کو ہمارا مال واپس نہ کرنا۔

۲- کچھ عرصہ گزر گیا۔ اور چاروں چور اِدھر اُدھر مختلف شہروں کی سیر کرکے اپنے گاؤں میں واپس آئے۔ صلاح یہ ٹھیری۔

کہ اپنا مال بڑھیا سے واپس لیں۔ اور آپس
میں تقسیم کرکے آیندہ کے لئے چوری کا پیشہ
چھوڑ دیں۔ اور اپنے اپنے حصّے کے روپے
کی زمین خرید کر زمینداری اختیار کریں +
۳۔ غرض یہ چاروں چور بڑھیا کے مکان پر
گئے یہ اُس کے مکان سے کچھ فاصلے پر تھے
کہ ایک کوالن دہی بیچتی نظر آئی۔ ان میں
سے ایک نے کہا کہ بھئی! مجھے پیاس لگی
ہے۔ میں دہی کی چھاچھ پیونگا۔ سب وہیں
سڑک کے کنارے بیٹھ گئے۔ اور اپنے ساتھی
کو جسے پیاس لگی تھی دہی کے لئے برتن لانے
کو اسی بڑھیا کے ہاں جس کا مکان اب
قریب تھا بھیجا۔ اُس نے سوچا کہ اب
موقع خوب ہاتھ آیا ہے۔ کٹورے کے بہانے
اشرفیوں سے بھرا ہوا برتن لے کر رفو چکر
ہو جاؤنگا +
۴۔ وہ بڑھیا کے مکان میں داخل ہوا۔
اور کہا کہ دیکھو وہ سامنے میرے تین دوست
بیٹھے ہیں۔ اس نے مجھے اشرفیوں کا برتن
دیکر بھیجا ہے۔ عورت نے ڈرانے میں
زور سے آواز دی "کیوں بھائیو! تمہارے

ساتھی کو جو برتن لینے آیا ہے۔ برتن دیدوں" باقی تین چور یہ سمجھے کہ عورت وہی کے برتن کا ذکر کر رہی ہے۔ پکار کر جواب دیا "ہاں بے شک دیدو"۔

۵۔ پھر کیا تھا۔ چور نے اندر جاکر اشرفیوں سے بھرا ہوا برتن لے لیا۔ اور مکان کے پچھلے دروازے سے نکل گیا۔ اور عورت اپنے کام کاج میں لگ گئی۔ ادھر باہر تینوں چور اپنے ساتھی کا انتظار کرتے کرتے آخر تھک گئے۔ گوالن بھی اکتا کر بولی۔ "خدا جانے تمہارا ساتھی کہاں گیا؟ اب میں کب تک بیٹھی رہوں۔ میں جاتی ہوں"۔ یہ کہہ کر وہ چلی گئی۔

۶۔ جب یہ لوگ عورت کے پاس گئے۔ تو سارا بھید کھلا۔ کہ اس کا ساتھی ساری عمر کی کمائی لے کر چلتا بنا۔ مگر چونکہ وہ عورت تھی امیر اور یہ لوگ آخر بے ایمان چور تھے فوراً شہر کے حاکم کے پاس گئے۔ اور کہا۔ کہ ہمارا گاڑھے پسینے سے کمایا ہوا روپیہ اس عورت نے ہماری اجازت کے بغیر ہمارے ساتھی کو دیدیا ہے۔ ممکن ہے کہ اس نے

اس سے کچھ لے کر ایسا کیا ہو ؟

۷۔ حاکم نے حکم دیا کہ عورت نے اِقرار نامے کی پابندی نہیں کی۔ اور جان بوجھ کر مشترکہ امانت ایک ہی شخص کو دے دی اِس لئے وُہ زرِ امانت کا تین چوتھائی حِصّہ اپنی گرہ سے ان لوگوں کو ادا کرے۔ تاکہ اُس کا اصلی حق اُن کو پہنچ جائے۔ جب یہ فیصلہ لوگوں نے سُنا۔ تو تمام گاؤں میں شور مچ گیا کہ اس عورت سے ظُلم ہُوا ہے ؛

۸۔ اس گاؤں میں ایک اُستانی رہتی تھی جو لڑکیاں پڑھایا کرتی تھی۔ وُہ بُڑھیا کو خوب جانتی تھی۔ وُہ حاکم کے پاس گئی۔ اور کہا۔ کہ "آپ نے اِنصاف نہیں کیا۔ یہ بڑھیا بہت نیک بخت ہے۔ اُس نے ایسا نہیں کیا۔ ہمیں کیا خبر؟ کہ ان لوگوں نے محنت اور ایمانداری سے رُوپیہ کمایا تھا کہ چوری سے اور جب ان میں سے ایک شخص کی بے ایمانی ثابت ہو چکی ہے کہ وُہ سب کا حِصّہ لے کر بھاگ گیا ہے۔ تو معلوم ہُوا کہ اُس کے ساتھی بھی بے ایمان ہوں گے ؛

۹۔ حاکم نے کہا۔ "ہمارے پاس اس بات

کا کوئی ثبوت نہیں کہ یہ چور بدمعاش ہیں
یا محنتی لوگ۔ اس لئے ہم کو اس وقت
ان لوگوں کے روپے کی بابت انصاف
کرنا ہے نہ کہ ان کے چال چلن کی
پڑتال کرنا ہے۔ ہاں! بی اُستانی اگر تم
بہتر انصاف کر سکتی ہو۔ تو میری جگہ
بیٹھ جاؤ۔ اور انصاف کر کے دکھاؤ"
۱۰۔ اُستانی عدالت کی کرسی پر بیٹھ گئی
اور سب کے بیان سُن سُنا کر اس طرح
فیصلہ سُنایا۔" چونکہ یہ عورت ایک پارسا
اور نیک عورت مشہور ہے۔ اس لئے
قیاس یہ چاہتا ہے۔ کہ اس نے بھاگ
جانے والے شخص کے ساتھ کوئی سمجھوتہ
نہیں کیا ہوگا۔ نہ اس سے زرِ امانت کا
کوئی حصّہ لیا ہوگا۔ باقی رہی یہ بات کہ
عورت کا فرض تھا کہ جب چاروں اکٹھے
ہو کر اپنی امانت واپس طلب کرتے۔ تو
واپس کرتی۔ ورنہ نہ کرتی۔ اس لئے حکم
دیا جاتا ہے۔ کہ تینوں مدّعی اپنے
چوتھے ساتھی کو تلاش کر کے لائیں۔ جب
تک چاروں اکٹھے ہو کر نہ آئیں۔ اور اپنی

امانت واپس نہ مانگیں۔ عورت واپس نہیں
کر سکتی"۔

۱۱۔ اب کیا تھا۔ نہ چوتھا چور آسکتا تھا
نہ یہ تینوں عورت سے روپیہ لے سکتے
تھے۔ دانا آستانی کی دانائی دیکھ کر حاکم
حیران رہ گیا۔ اور مدّعیان بہت شرمندہ
ہوئے۔ پارسا عورت ہنسی خوشی اپنے گھر
گئی۔ اور دانا آستانی کی ذہانت اور عقلمندی
کی دُور دُور دُھوم مچ گئی۔

اشرفیاں۔ جمع ہے اشرفی کی۔ مہریں۔
پارسا۔ نیک بخت۔ زمینداری۔ کاشتکاری۔
رفوچکر۔ چمپت۔ اُکتاکر۔ دق ہوکر۔ تنگ آکر
عدالت۔ کچہری۔ مدّعیان۔ جمع ہے
مدّعی کی۔ دعویٰ کرنے والے۔

سوالات

۱۔ یہ الفاظ اگر مذکر ہیں۔ تو تانیث۔ اور اگر
مؤنث ہیں۔ تو تذکیر بتاؤ۔
آستانی۔ بڑھیا۔ مدّعی۔ گوالن۔
۲۔ حاکم نے کیا فیصلہ سُنایا؟
۳۔ آستانی نے اس میں کیا نقص نکالا؟

۱۳- بھائی بہن کی محبت

سدا خزاں باد

غنچہ دہن سرور

۱ بھائی بہن کا رشتہ بھی کیسا عجیب ہے
ہر رشتے سے یہ رشتہ عجیب غریب ہے
۲ دُنیا میں ڈھونڈیے تو سبھی چیز ملتی ہے
کب بھائی اور بہن سی کوئی چیز ملتی ہے
۳ دکھ بھائی بہنوں کا نہ ہمیں اے خدا سنا
ان کی خوشی کی ہم کو خبر تو سدا سنا
۴ بادِ خزاں کے جھونکوں سے انکو بچائے رکھ
یا رب تو ان کے غنچۂ دل کو کھلائے رکھ
۵ باغِ جہاں میں خوش رہیں پھولے پھلے رہیں
گلزار والدین کے یہ گل کھلتے رہیں
۶ صورت کو ان کی دیکھ کلی دل کی کھلتی ہے
ہر دم دعائے خیر دہن سے نکلتی ہے
۷ گو آب و دانے نے ہمیں اُن سے جدا کیا
لیکن ہمارے دل میں وہ موجود ہیں سدا
۸ اچھے ہوں یا بُرے ہوں یہ دل کا سرور ہیں

بھائی بہن ہماری تو آنکھوں کا نُور ہیں
میری ہمیشہ ہے یہی اللہ سے دُعا
بھائی بہن سے اپنے کبھی ہم نہ ہوں جدا
(محترمہ محمدی بیگم مرحوم)

سدا - ہمیشہ ؛
خزاں - وہ موسم جس میں درختوں کے پتے خشک ہو جاتے ہیں ؛
باد - ہوا ؛
غنچہ - وہ پھول جو ابھی کھلا نہ ہو ؛
دہشن - مُنہ ؛
سُرور - خوشی ؛

سوالات

۱- بہن بھائی کا رشتہ عجیب کیوں ہے؟
۲- موسموں کے نام لو ؛
۳- آٹھویں شعر کا مطلب بیان کرو ؛

۱۴- رحم کا دیوتا

ناگوار کھٹکنا لائن ہرج
پچھاور ذہن

۱- سدن اور موہن ایک ہی سکول اور ایک ہی درجے میں پڑھتے تھے جب دوسرے لڑکے سکول میں کچھ کھاتے پیتے تھے۔ تو موہن ان کا منہ تکتا تھا۔ کیوں کہ اس کے باپ کو مرے چار سال ہو چکے تھے۔ ماں بہت غریب تھی۔ سکول کا خرچ ہی مشکل سے نکلتا تھا۔ اوپر کے خرچ کو کہاں سے دیتی۔ کچھ دنوں تو موہن اپنے دل کی روک تھام کرتا رہا۔ آخر بچہ تھا اور نا سمجھ۔ ماں سے التجا کی۔ لیکن وہ بھی بے چاری مجبور تھی۔ سوائے رو پڑنے کے اور کر ہی کیا سکتی تھی۔ اتفاق کی بات! سدن اُدھر سے نکل رہا تھا۔ سب باتیں سُن گیا اور روتا ہوا گھر پہنچا۔

۲۔ ماں نے پوچھا۔ کیوں بیٹا! کیا ہوا کہو، نا؟ سدن نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا اچھّی اماں! آج تم میری ایک بات ضرور مان لو۔ ماں نے پیار سے پوچھا "کہو کیا بات ہے۔ منظور کرلوں گی"۔ اس پر سدن نے کہا۔ مجھے ڈر لگتا ہے۔ تم خفا ہوجاؤگی" ماں بولی "ایسی کونسی بات ہے"؟ سدن ماں کے گلے میں باہیں ڈال کر بولا۔ بس ایک بات ہے"۔ ماں نے مسکراکر کہا "کہے گا بھی یا یوں ہی"۔

۳۔ سدن نے کہا۔ ایک بڑا غریب لڑکا ہے۔ اُس کو کبھی کبھی کھانا کھلا دیا کروگی؟ ماں منہ بناکر بولی "اُس کا باپ کیا کرتا ہے" سدن نے کہا۔ "باپ مرچکا ہے۔ ماں بوڑھی ہے" ماں بولی "تو اُسے کھانا کھلانے میں کوئی ہم غریب تھوڑی ہو جائیں گے۔ یہ تو ایک اچھّا کام ہے"۔

۴۔ اس کے بعد موہن اکثر سدن کے گھر کھانا کھا جاتا تھا۔ سدن ہمیشہ اس کو بھائی کی طرح سمجھا کرتا تھا۔ سدن اور موہن بڑے اور چھوٹے بھائیوں کی طرح

رہنے لگے۔ سدن اکثر موہن کی ماں کے لئے
بھی کھانا دِلا دیتا تھا۔ جب موہن دسویں
درجے میں پہنچا۔ تو اس کے سر سے ماں
کا سایہ اُٹھ گیا۔ لیکن سدن کی ماں
سرسوتی نے اس کو کلیجے سے لگایا۔ اور
اس غریب بچّے کا اتنا ساتھ دیا کہ انٹرنس
پاس کرانے کے بعد کالج میں داخل کراکے
بی۔ اے پاس کرا دیا +

۵۔ اب جب موہن بی۔ اے کا اِمتحان
پاس کر چکا۔ تو اُس نے سدن اور سرسوتی
سے چھپ کر ماسٹری کرلی۔ جب سدن
کو خبر لگی۔ تو وہ بہت خفا ہُوا۔ اور کہا
"موہن کیا تم نے سدن کو مرا ہُوا سمجھ
لیا تھا۔ یا کیا سمجھ لیا تھا۔ یہ کیا کیا؟
تم نے ماسٹری کیوں کرلی۔ میں تو تمہیں
ایم۔ اے کرا کے وکیل بنانا چاہتا تھا۔
کیا کوئی بات میرے منہ سے ایسی نکل
گئی۔ جو تم کو ناگوار ہوئی۔ اگر ایسا ہوا تو
بھائی میں اس کی معافی چاہتا ہوں جس
جگہ چار برتن ہوتے ہیں۔ کھٹک ہی جاتے
ہیں۔ لیکن اِنسانیت کے یہ معنی نہیں ہیں"

سدن کچھ اور کہتا۔ لیکن موہن بولا۔ بھائی صاحب! اگر آپ کی یہی مرضی ہے۔ تو کل نوکری چھوڑے دیتا ہوں۔ لیکن آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں۔ ہرگز میرا ایسا خیال نہیں ہے۔ صرف بات یہ ہے۔ کہ مجھ کو اس سے اچھی کوئی لائن نہیں معلوم ہوتی

٦۔ اس پر سدن بولا "اچھا کوئی ہرج نہیں ہے۔ لیکن ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ہوتے۔ تو بات ہی کچھ اور ہو جاتی۔ اب تمہاری کیا قدر ہوگی"؟ موہن نے کہا۔" بھائی صاحب! میں نے تو آپ کی نصیحت پر چلنے کی کوشش کی تھی"

٧۔ سدن بولا۔" بھائی! وہ کیسے"؟ موہن نے کہا۔" صرف کفایت۔ اب میں ایم۔ اے ایل۔ ایل۔ بی کرونگا۔ اور تنخواہ بھی لاؤنگا" یہ سنکر سدن چپ ہو رہا۔ کیونکہ اپنے پڑھائے ہوئے سبق کو غلط کیسے بتاتا؟

٨۔ جب موہن کو پہلی تنخواہ ملی۔ تو سدن کو لا کر دی۔ سدن بولا۔" میں ان کا کیا کروں"۔ موہن نہایت عاجزی سے بولا۔" تجھ کو ڈوبنے سے بچایا۔ میں آپ

کا احسانمند ہوں ۔ واقعی آپ ایک رحم
کے دیوتا ہیں ۔ میں اپنے دیوتا پر یہ نچھاور
کرتا ہوں"۔ سدن نے ہنس کر نہایت فراخ
دلی سے جواب دیا۔ "اور اگر دیوتا قبول نہ
کرے ۔ تو اس کو واپس بھی لے سکتے ہو"
۹۔ موہن مسکرا کر بولا۔ "وہ چیز اب میرے
کام کی نہیں ۔ جو میں کسی کی خدمت میں
پیش کر چکا"۔ سدن چپ ہوگیا ۔ سب
خوش خوش رہنے لگے ۔ سدن بھی وکیل
ہوگیا ۔ موہن ایم ۔ اے ۔ ایل ۔ ایل ۔ بی کر چکا
اور مستقل ماسٹر ہوگیا ۔

۱۰۔ موہن جو روپیہ سدن کو دیتا رہا۔ سدن
اس کو بینک میں جمع کرتا گیا ۔ آخر انہیں
روپوں سے ایک مکان بنوا کر موہن کے
نام کرا دیا ۔ لیکن ابھی موہن اس مکان میں
نہیں گیا تھا ۔ کہ سدن کے ماں باپ دونو
مر گئے ۔ سدن اور موہن کو رنج تو کافی ہوا
لیکن مجبور تھے ۔ موت کی دوا لقمان کے
پاس بھی نہیں ۔ جب رنج کی گھٹا دور
ہوئی ۔ اور خوشی کے دن آئے ۔ تو سدن
نے موہن کی شادی بھی کر دی ۔ اور

وہ اس نئے مکان میں رہنے لگا۔ سدن کی شادی پہلے ہو چکی تھی آدمی ذہین تھا۔ بہت جلد ایک کامیاب اور مشہور وکیل ہوگیا۔

ناگوار۔ جو پسند نہ ہو ٭
لائن ۔ راستہ ۔ لکیر ٭
پچھاڑ ۔ مارنا ٭
ذہین ۔ ہوشیار ٭
لقمان ۔ ایک بڑا دانا حکیم تھا ٭
ایل ۔ ایل ۔ بی ۔ قانونی امتحان کی ڈگری ٭
ایم ۔ اے ۔ علمی امتحان کی اعلےٰ ڈگری ٭

سوالات

۱۔ لقمان کون تھا؟
۲۔ سدن نے موہن سے کیا نیکی کی؟
۳۔ اس کہانی سے کیا سبق حاصل ہوتا ہے؟

۱۵۔ لباس

ستر جداگانہ موزوں فضلہ
مسامات ملحق حرارت غریزی
شش امعا

۱۔ لباس دراصل ستر و حفاظت جسم کے لئے ایجاد کیا گیا ہے۔ اور ہر فصل و موسم کے لباس جداگانہ ہوتے ہیں۔ اِسی لئے جو لباس کہ ایک فصل و موسم میں موزوں و مفید ہوتا ہے۔ وہ دُوسرے موسم و فصل میں کار آمد نہیں ہوتا۔ اس کا اثر بھی جسم پر کئی طرح پڑتا ہے۔ یہ جسم کو گرمی تری۔ سردی۔ کثافت اور گرد و غبار سے پاک و صاف رکھتا ہے۔ اور جسم میں ایک حرارت پیدا کرتا ہے۔ جس سے پسینہ جو بدن کا ایک فضلہ ہے۔ نکلتا ہے۔

۲۔ موسم سرما کا لباس ایسا ہونا چاہیئے کہ باہر کی سردی بدن تک نہ پہنچے۔ اور بدن کی گرمی قائم رہے۔ اِسی طرح گرمی

کے لباس کا یہ اثر ہونا چاہیئے کہ بدن کی گرمی کو نکلنے نہ دے۔ اور سورج کی شعاؤں کو جذب نہ کرے۔ ہندوستان میں زیادہ تر سوتی۔ اونی اور ریشمی کپڑے کا رواج ہے۔ سن کا کپڑا بھی استعمال ہوتا ہے۔ اونی کپڑے میں یہ اثر ہے کہ جو حرارت مسامات سے خارج ہوتی ہے۔ اس کو پھیلنے نہیں دیتا۔ حرارت صرف جلد ہی تک رہتی ہے اور اونی کپڑا خود بھی جسمانی حرارت کو جذب نہیں کرتا۔ اور خارجی گرمی کو جسم کے اندر مسامات کے ذریعے سے بھی پہنچنے کے مانع ہے۔ اور موسم کے بدلنے سے یکایک جو اثر ہوتا ہے۔ اس سے حفاظت کرتا ہے۔

۳۔ سوتی کپڑے پسینے کو خوب جذب کر لیتے ہیں۔ اور خارجی سردی و گرمی کو بھی جسم کے اندر پہنچا دیتے ہیں۔ ریشمی کپڑے ہلکے صاف اور نرم ہوتے ہیں۔ اگر ان کو بدن سے ملحق پہنا جائے۔ تو مفید ہیں۔ سن کے کپڑے ملائم ہوتے ہیں۔ اور گرمی بھی اُن سے خوب خارج ہوتی ہے۔ لیکن اُن کو جسم سے ملحق نہیں پہننا چاہیئے۔ کیونکہ جب پسینہ آتا ہے

تو بدن کو یکایک ٹھنڈا کرتا ہے ٭

۴- موسم سرما میں اون یا اون اور ریشم ملا ہوا کپڑا یا روئی بھرا ہوا کپڑا مفید ہے مگر روئی بھرے کپڑے میں یہ نقصان ہے کہ میلے ہونے کے بعد اگر دھویا جائے تو گرمی نہیں رہتی - اور اگر ناپاک ہو جائے - تو دھونے کے بعد ناپاکی دُور ہو جانے کا پُورا پورا اطمینان نہیں ہوتا - اور اس کی حالت بھی خراب ہو جاتی ہے - کپڑوں کے نیچے روئی کی صدری یا کمری پہننے کا عام رواج ہے - اور یہ کپڑا مضرِ صحت ہے - جسم میں سخت گرمی پیدا کرتا ہے - پھیپھڑے کے امراض پر بُرا اثر ڈالتا ہے - نیچے کے کپڑے جو پسینے سے تر ہو جاتے ہیں - ان کو خشک نہیں ہونے دیتا - اور اس سے سردی لگ جانیکا خوف ہے - موسم گرما میں سوتی - ریشمی اور سن کا کپڑا استعمال کرنا چاہیئے - لیکن فلالین ایک ایسا کپڑا ہے - جو ہر موسم میں اپنی بناوٹ کے اعتبار سے مُفید ہے ٭

۵- اندر کا کپڑا سفید فلالین کا زیادہ مفید ہے - اگرچہ رنگین کپڑے میں بہ نسبت غیر

رنگین کے حرارت زیادہ جذب ہوتی ہے اور
یہی رنگ حرارت عزیزی کا محافظ ہوتا ہے۔
لیکن باہر کے کپڑوں میں مضائقہ نہیں ہے
سرد ملکوں میں گہرے رنگ کے اور گرم
ملکوں میں ہلکے رنگ کے کپڑے مناسب ہیں
۶۔ بیماری کی حالتوں میں بھی خاص خاص
رنگ کے کپڑے صحت پر اثر ڈالتے ہیں۔ مثلاً
آنکھ کی بیماریوں میں ہرا یا نیلگوں رنگ اچھا
ہوتا ہے۔ عموماً رنگین کپڑے سورج کی شعاؤں
کو زیادہ جذب کرتے ہیں۔ اسی سبب سے
گرمیوں میں رنگین کپڑے کچھ زیادہ مناسب
نہیں۔ سفید لباس شعاؤں کو ہٹاتا۔ اور
بدن کو گرمی سے بچاتا ہے ÷
۷۔ رنگین فلالین یا دوسرے رنگین کپڑے
میں یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ رنگ چھوٹتا نہ
ہو۔ ورنہ بچے جو ہمیشہ انگوٹھا چوستے رہتے ہیں
اس کی تری سے یا پسینہ سے رنگ چھوٹیگا
اور اس سے وہ زہر جو رنگوں میں ہوتا ہے
جسم کے اندر منہ یا مسامات کے ذریعہ سے
داخل ہوکر اپنا اثر پھیلائیگا۔ خصوصاً سبز۔ زرد
زنگاری رنگ بہت زیادہ قابل احتیاط ہیں

گرمی میں ہلکے کپڑے استعمال کرد۔ یکایک گرم کپڑے اُتار کر سرد کپڑے نہ پہنو۔ تنگ کپڑے خون کی گردش کو روکتے ہیں۔ ان سے درد سر اور دورانِ سر پیدا ہوتا ہے۔ بچوں کا لباس ہمیشہ ڈھیلا ڈھالا ہونا چاہیئے۔ تاکہ جسم اور اعضا کی نشوونما پر اثر نہ پڑے ٭

۸۔ سینہ اور کمر کو کسی چیز سے جکڑنا نہ چاہیئے۔ اسپنج کبھی نہیں نہانا چاہیئے۔ نہایت مضر ہے۔ کیونکہ اس سے دل۔ شش۔ معدہ۔ امعا کے افعال میں خلل پڑتا ہے۔ اور تنگی تنفس۔ بدہضمی اور قبض کا اندیشہ ہے۔ میلے کپڑے خارش پیدا کرتے ہیں۔ گیلا کپڑا پہننا بہت مضر ہے ٭

۹۔ فرش۔ لحاف۔ بستر کی تبدیلی بہت ضروری ہے۔ رات کو سوتے وقت ہر ایک موسم کے موافق کچھ نہ کچھ اوڑھنا چاہیئے۔ مگر منہ کھلا رہے تاکہ تازی ہوا ملتی رہے۔ منہ بند کرکے سونے میں صحت کو نقصان پہنچتا ہے۔ سانس سے جو خراب ابخرات نکلتے ہیں۔ وہ لوٹ کر پھیپھڑوں میں جاتے ہیں ٭

۱۰۔ کپڑوں کو پہنتے وقت ہمیشہ جھاڑ لینا

چاہیئے۔ تاکہ اس میں کوئی کیڑا نہ ہو۔ رات کو دن کے کپڑے بدل کر سونا چاہیئے۔ کیونکہ رات کے کپڑے کروٹوں میں مسل کر بہت خراب ہو جاتے ہیں۔ شال۔ سمور۔ فلالین کشمیرا۔ سرج۔ الپاکا وغیرہ کو بہت جلد کیڑا لگتا ہے۔ اس لئے اس کی ہر تہ میں نیم کے پتے رکھ کر شکنجے میں کس دینا چاہیئے۔ اگر صندوق میں رکھا جائے۔ تو اس میں فینائل کی گولیاں ڈال کر سر بسر بھر دیا جائے صندوق میں خالی جگہ نہ رہے۔ اور گرمی اور بارش کی ہوا کا اثر اندر نہ جائے۔ کیونکہ ہوا سے کیڑے داخل ہوتے ہیں ٭

ستتر - پردہ ٭

جداگانہ - علیحدہ ٭

موزوں - مناسب ٭

فضلہ - غلاظت جو اندر سے نکلے ٭

مسامات - جمع ہے مسام کی ٭

ملحق - ملا ہوا - چمٹا ہوا ٭

حرارت غریزی - وہ گرمی جس سے جاندار زندہ رہتا ہے ٭

ششش - پھیپھڑہ ٭ امعا - انتڑیاں ٭

سوالات

۱- لباس کس لئے ایجاد کیا گیا ہے؟ اور ہندوستان میں کس کس قسم کا کپڑا استعمال ہوتا ہے؟

۲- موسم گرما کا لباس کیسا ہوتا ہے؟ اور سرما کا کیسا؟

۳- گرم کپڑے کی کیڑے سے کیسے حفاظت کی جاتی ہے؟

۱۶- ایلزبتھ فرائی

تہیّہ تعلیم یافتہ ناز و نعمت بہبودی
بدبخت ہولناک فرائض شناسی مذمت

۱- نیوگیٹ کا جیل خانہ ایک نہایت خوفناک مقام ہے۔ اور اس صدی سے پہلے اور بھی زیادہ خوفناک تھا۔ یہ جیل خانہ چارسو قیدیوں کی رہائش کے لئے بنا تھا۔ لیکن سات سو آدمی اس میں رہتے تھے۔ جن میں تین سو

عورتیں تھیں۔ ایلزبتھ فرائی نے ان تین سو عورتوں کی بہتری کا تہیّہ کیا ٭

۲۔ الزبتھ فرائی ایک اعلےٰ تعلیم یافتہ خاتون تھی۔ اُس کا باپ بڑا دولتمند آدمی تھا۔ اُس نے ناز و نعمت میں پرورش پائی تھی۔ مگر قیدیوں کی بہبودی کے لئے ہر وقت بے قرار رہا کرتی تھی۔ خدا نے یہ بات اُس کے دِل میں ڈالدی تھی۔ ورنہ کہاں ایک امیر زادی اور کہاں بدبخت قیدی ٭

۳۔ پیاری لڑکیو! تم نہیں سمجھ سکتیں۔ کہ تین سو شریر عورتیں نیوگیٹ کے جیل خانے میں کس طرح قابل نفرت اور بُری حالت پر وقت بسر کرتی تھیں۔ وہاں کا یہ حال تھا۔ کہ کہیں تو چالیس پچاس قیدی بچّے چلاّ رہے اور بدن پر کیچڑ مل رہے اور مار پیٹ کر رہے ہیں۔ کہیں ان کی بدنصیب مائیں رو رہی اور کھانا پکا رہی ہیں۔ کئی عورتیں شراب سے بدمست ہوکر زمین پر لوٹ رہی۔ اور آپس میں گالی گلوچ کر رہی ہیں۔ شرم و حیا چھو نہیں گئی۔ لیٹنے کو چارپائی کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ لباس کا یہ حال

ہے۔ پھٹے پُرانے کپڑوں میں سَو سَو پیوند لگے ہُوئے ہیں +

۴۔ ایلزبتھ فرائی ایک دن وہاں گئی۔ داخل ہونے سے پہلے جیل کے داروغہ نے اُس کو خبردار کرکے کہا کہ اپنی گھڑی اور طلائی زنجیر دفتر میں چھوڑ جاؤ۔ اگرچہ تمہاری حفاظت کے لئے ساتھ ساتھ رہونگا۔ لیکن یہ عورتیں بڑی خطرناک ہیں۔ راہ چلتے کی آنکھ سے کاجل چراتی ہیں۔ فرائی نے جب جیل خانے میں قدم رکھّا۔ تو اُس کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ وہاں کی حالت اُمید سے بڑھ کر بدتر اور ہولناک تھی۔ دو تین عورتیں ایک مُردہ بچّے کے کپڑے۔ زبردستی اُتار رہی تھیں۔ ہر ایک ان میں سے یہی چاہتی تھی۔ کہ وہ کپڑے اپنے بچّے کو پہنائے۔ اور اس بات پر تکرار اور ہاتھا پائی ہو رہی تھی +

۵۔ اس نظارہ کو فرائی نے اس طرح بیان کیا ہے"۔ جو کچھ نیوگیٹ میں دیکھا۔ اس کی تصویر کھینچنے کی مجھ میں طاقت نہیں۔ وہاں جیسی غلاظت اور بدبو تھی۔ قیدیوں کی حالت اور شکل جیسی خوفناک تھی۔ وہ جن الفاظ میں

باہم گفتگو کرتی تھیں۔ اور جس طرح کی گناہ آلودہ زندگی بسر کرتی تھیں۔ وہ قابل اظہار نہیں" +

۶۔ لیکن وہ باہمّت خاتون پھر بھی مایوس نہ ہوئی۔ اُس نے فوراً ایک کمیٹی قائم کی اور ان بدبختوں کی حالت بدلنے اور سدھارنے کے لئے غیر معمولی جوش کے ساتھ کوشش شروع کی۔ دو چار سال کے اندر بہت اچھے نتائج پیدا ہونے لگے۔ وہ عورتیں جن کا وقت ہنسی تخول اور خدا کی مذمّت میں گزرتا تھا خدا کی تعریف کے گیت گانے لگیں۔ جن ہاتھوں کے ذریعے چوری اور بُرے کام ہُوا کرتے تھے۔ وہ محنت کے عادی ہو گئے۔ بُری مائیں بُری اولاد کو بُری عادات سے نکال کر ایسی جگہ بھیجنے لگیں۔ جہاں جاکر وہ علم۔ پاکیزگی اور فرائض شناسی کی تعلیم پا سکیں اس تاریک مقام کی شکل بدل گئی۔ تاریکی کی جگہ روشنی نمودار ہوگئی۔ وہی نیوگیٹ جو دوزخ کا نمونہ تھا۔ ایک خوبصورت مکان بن گیا۔ اور اس ہمّت اور نیک نیّت کے لئے ایلزبتھ فرائی کا نام دنیا میں مشہور ہوگیا +

تہیّہ - پختہ ارادہ ٭
تعلیم یافتہ - پڑھی لکھی ٭
بہبودی - بھلائی ٭
بدبخت - بدنصیب ٭ ہولناک - ڈراؤنا ٭
فرائض شناس - اپنا کام پہچاننا ٭
مذمت - بُرا کہنا - بدگوئی ٭

سوالات

۱- نیوگیٹ کیا مقام ہے؟ اور کیوں مشہور ہے؟
۲- ایلزبتھ فرائی کون تھی؟ اُس نے کیا کام کیا؟
۳- نیوگیٹ کے حالات اُس کے الفاظ میں بیان کرو ٭

۱۷- بچّے کی واپسی

جج سمندر آقا شائیں شائیں مالکہ
منحوس فاقے ہوسٹل جگر کا ٹکڑا

۱- انوکول نامی جج کے پاس ایک نوکر تھا جس کا نام رائے چرن تھا- یہ شخص اس کے ننھے بچّے سے بڑی محبت کرتا تھا- وہ اُسے گود میں لیتا- بازوؤں پر اُچھالتا اور پھر ہنستا- اور جب لڑکا باہر جانے کے قابل ہوگیا- تو جب رائے چرن اُسے پکڑنے کو دوڑتا- تو وہ ہنستا- اور اس سے بھاگنا چاہتا +

۲- رائے چرن اکثر اپنی مالکہ سے کہا کرتا کہ تمہارا لڑکا بھی کسی دِن جج بنے گا + چنانچہ اُسی وقت انوکول کی تبدیلی سمندر کے کنارے کسی مقام پر ہوگئی- جج صاحب نے راستے میں کلکتہ سے اپنے بیٹے کو چھوٹی سی بگھی- گولے کی ٹوپی اور سونے کے کڑے وغیرہ لے دیئے- اور رائے چرن

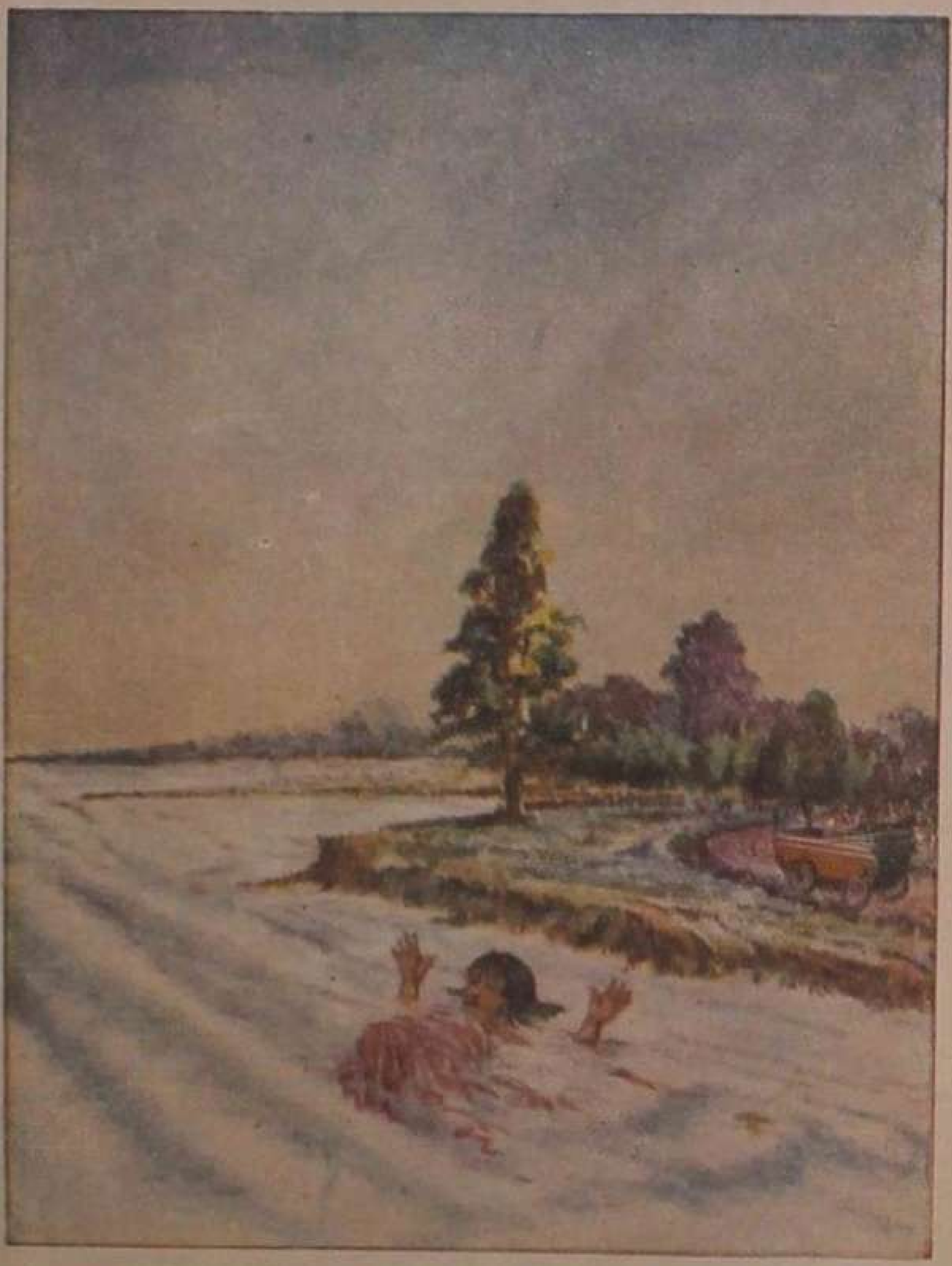

اپنے ننھے آقا کے اس سامان سے بڑا خوش ہوُا۔ اور جب کبھی سیر کو جاتا۔ تو اُسے یہ پوشاک پہناتا۔ اور بگھی میں بٹھاتا +

۳۔ کچھ دنوں بعد برسات آگئی۔ روز مینہ برسنے لگا۔ دریا چڑھاؤ پر ہو گئے۔ اور اپنے کنارے کے کھیتوں کو بہا لے گئے۔ چنانچہ ایک روز شام کے وقت بارش تھمی۔ بڑا سہانا سماں تھا۔ آسماں پر دھنک بہار دکھا رہی تھی۔ لوگ سیر کرنے نکلے۔ رائے چرن نے بھی آقا کو بگھی پر بٹھایا اور جنگل کو روانہ ہوُا۔ جب دریا کے کنارے پہنچے تو دیکھا کہ لہریں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ اور اس میں کوئی کشتی وغیرہ نہیں ہے رائے چرن اِسی خیال میں تھا کہ بچے نے ایک طرف اِشارہ کیا۔ اور چلّایا "آہا! خوب صورت پھول" +

۴۔ دریا کے کنارے کیچڑ میں کدامبا کے درخت پر بڑے بڑے پھول لگے ہوئے تھے آج سے کچھ روز پہلے رائے چرن نے بچے کو وہیں سے پھول توڑ کر ایک خوبصورت گاڑی بنا دی تھی۔ پھولوں کی گاڑی سے

بچّہ دِن بھر کھیلتا رہا تھا۔ اور بہت خوش رہا تھا۔ لیکن اس وقت معاملہ خطرناک تھا۔ رائے چرن کا دِل نہیں چاہتا تھا کہ گھٹنوں تک گہرے کیچڑ میں جائے۔ دلدل میں جا پھنسے۔ اس لئے رائے چرن نے جلدی سے بچّے کی بگھی دوسری طرف موڑی۔ اور کہا۔ "دیکھو! دیکھو! ننھے! دیکھو! وہ پرندہ ہے"۔

بچّہ نے نہ مانا۔ اپنی ضد پر قائم رہا۔ رونے لگا۔ ناچار رائے چرن نے جانے کا ارادہ کر لیا۔ بچّے سے کہنے لگا۔ ننھے! جب تک میں نہ آؤں اس بگھی میں چُپ چاپ بیٹھے رہنا۔ خبردار پانی کی طرف نہ جانا۔ اِدھر رائے چرن پھُول توڑنے چلا۔ ادھر بچّے کا دھیان دریا کی طرف گیا۔ اُسے ایسا معلوم ہوا کہ دریا بُلا رہا ہے۔ دِل میں سوچا کہ دریا پر چلیں۔ اور مچھلیاں پکڑیں۔

چنانچہ اس نے دریا کا رستہ لیا۔ اور مچھلی پکڑنے کے خیال سے راستے میں سے ایک چھوٹی سی لکڑی بھی اُٹھالی۔ کنارے پر پہنچا۔ تو دریا کی لہروں نے اسے اپنی گود میں لے لیا۔

۶۔ راے چرن نے اپنی جھولی پھولوں سے بھر لی۔ اُس کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ مگر جب وہ بگھی کے پاس پہنچا۔ تو گاڑی خالی تھی۔ اِدھر اُدھر دیکھا۔ مگر بے سود۔ راے چرن بہت گھبرایا۔ آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا۔ اس کے ٹوٹے ہوئے دل سے آواز آنے لگی "ننھے ننھے چھوٹے آقا!" مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ اور نہ کوئی بچہ ہنسا صرف دریا شائیں شائیں بہا جاتا تھا۔ گویا کہ اُسے ایک ننھے بچے کی موت کی کہانی سننے کی فرصت نہیں ہے۔

۷۔ جوں جوں رات ہوتی گئی۔ توں توں بچے کی ماں زیادہ پریشان ہونے لگی۔ نوکر بھیجے کہ وہ بچے اور راے چرن کو ڈھونڈ لائیں۔ جب آدمی دریا کے کنارے پہنچے تو اُنھوں نے دیکھا کہ راے چرن پاگل سا ہو رہا ہے۔ پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ "ننھے ننھے! چھوٹے آقا!"

۸۔ لوگ راے چرن کو گھر لے گئے تو وہ مالکہ کے پاؤں پر گر پڑا۔ اُنہوں نے اس سے پوچھا "بچہ کہاں ہے؟" مگر وہ صرف

یہی جواب دے سکا۔ مجھے کچھ معلوم نہیں۔
اور سب کا یہی خیال تھا کہ بچّہ دریا میں
ڈوب گیا۔ بچّے کی ماں غم سے دیوانی ہوگئی
اور اُس نے یہی خیال کیا کہ رائے چرن
نے بچّے کو چھپا لیا ہے۔ وہ رائے چرن کو
علیٰحدہ لے گئی۔ اور کہا۔ رائے چرن! تم مجھ
سے جو چاہتے ہو لے لو۔ مگر میرا بچّہ مجھے
واپس دے دو۔ مگر رائے چرن نے آنسو
بہا دیئے۔ اور اپنا سر پیٹ لیا۔ اور مالکہ
نے غصّے میں آکر اُسے گھر سے نکلوا دیا +
۹۔ انوکول نے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ
بے اِنصافی ہے۔ دنیا میں کوئی بھی ایسا پاپ
نہیں کر سکتا۔ لیکن بیوی نے جواب دیا۔
کون نہیں جانتا کہ بچّہ سونے کے زیور
پہنے ہوئے تھا۔ یہ سن کر سب خاموش
ہوگئے۔ رائے چرن اپنے گاؤں میں گیا۔ اِس
کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اور اس عمر میں ہونے
کی کچھ اُمید بھی نہ تھی۔ لیکن سال کے خاتمے
پر اس کی بوڑھی بیوی کے بچّہ پیدا ہُوا۔ اور
خود مرگئی +
۱۰۔ پہلے تو رائے چرن نے اس بچّے کو

منحوس جانا۔ مگر آخرکار اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ لڑکا ننھے آقا کی جگہ آیا ہے۔ چنانچہ اس نے بیوہ بہن کے سپرد کر دیا۔ جو اسے پالنے لگی۔ رائے چرن کا خیال ٹھیک نکلا۔ یہ بچہ ننھے آقا کی طرح سب کچھ کرتا تھا۔ ویسے ہی روتا۔ اسی طرح ہنستا اور جب کچھ بولتا۔ تو رائے چرن کا دل زور سے دھک دھک کرنے لگتا۔ جلد ہی بولنے کے قابل ہوگیا۔ اور جب اس نے "ماں" کہا۔ تو رائے چمن چونک پڑا۔ بالکل وہی۔ ویسی ہی نرم آواز۔ اسے ننھے آقا کی ماں کی بات یاد آگئی۔ کہنے لگا۔ "آہ! ننھے آقا کی ماں ٹھیک کہتی تھی۔ اُسے معلوم تھا۔ کہ میں نے اس کا بچہ چُرایا ہے"۔

۱۱۔ رائے چرن نے اس کا نام فائلنا رکھا۔ اُسے بگھی اور گوٹے کی ٹوپی لے دی۔ اور اس نے اپنی بیوی کے زیور پگھلوا دیے اور بچے کو کڑے اور ہنسلی بنوا دی۔ لڑکے اس کی بڑی عزت کرتے تھے۔ آخر لڑکا اِسکول جانے کے قابل ہوگیا۔ رائے چرن نے اپنی چھوٹی سی حویلی بیچ دی۔ اور کلکتہ میں آگیا

یہاں وہ خود تو نوکر ہوگیا۔ اور فائلنا کو اعلیٰ تعلیم دینے لگا۔ آپ فاقے کرتا۔ مگر لڑکے کو اچھے کپڑے اچھے کھانے کھلاتا۔ اور دل ہی دل میں کہتا۔ "آہ! میرے پیارے بچے عنقریب تو مجھ سے جُدا ہونے والا ہے"

۱۲۔ لڑکے کی عمر ۱۸ سال کی ہوگئی۔ اب وہ خوب پڑھ لکھ سکتا تھا۔ نہایت خوبصورت اور تندرست تھا۔ وہ رائے چرن کو باپ نہیں سمجھتا تھا۔ مگر اس کے دل میں بیٹے کی سی محبت تھی۔ کیونکہ رائے چرن نے اس کو یہ نہیں بتایا تھا۔ کہ وہ اس کا باپ ہے۔

۱۳۔ جس ہوسٹل میں فائلنا رہتا تھا۔ اس کے دوسرے طالب علم رائے چرن سے مِل لگی کرتے۔ اور فائلنا بھی اُن میں شامل ہو جاتا۔ مگر ان کے دل میں اس بڈھے آدمی کے لئے بڑی محبت بھی تھی۔ آخرکار رائے چرن کمزور ہوگیا۔ کیونکہ وہ اپنے لڑکے کو اچھی خوراک اور اچھے کپڑے دیتا تھا۔ اور خود فاقے کرتا تھا۔ اس میں کام کرنے کی طاقت نہ تھی۔ اور لڑکا اور روپیہ مانگ رہا

تھا ٭

آخر راے چرن نے نوکری چھوڑ دی اور فائلنا کو تھوڑی سی رقم دے کر چلا گیا اور جانے سے پہلے فائلنا سے وعدہ کر گیا کہ وہ جلد ہی واپس آجائیگا ٭

۱۵- وہ وہاں گیا۔ جہاں پر کہ انوکول زخمی تھا۔ انوکول کے ابھی تک اور کوئی لڑکا نہ ہؤا تھا۔ اور جب وہ اس کے مکان پر پہنچا۔ تو دیکھا۔ کہ انوکول کی بیوی ہزار روپیہ میں ایک تعویذ خرید رہی ہے۔ راے چرن اُسے سلام کرتا ہؤا اپنے پرانے آقا کے کمرے میں پہنچا۔ وہ اخبار دیکھ رہا تھا بڑی محبّت سے بولا۔ میں تمھیں پھر نوکر رکھ سکتا ہوں ٭

۱۶- انوکول اپنے نوکر کو بیوی کے پاس لے گیا۔ مگر اُس نے سیدھے منہ بات نہ کی۔ راے چرن نے اس کی پروا نہ کرتے ہوئے کہا۔ دریا نے تمہارے لڑکے کو نہیں چرایا تھا یہ میں تھا۔ اس پر انوکول نے کہا۔ کون؟ تم نے! وہ کہاں ہے؟ راے چرن نے جواب دیا۔ میرے پاس میں اُسے اتوار کو لے

ا ئیں گا"

۱۷ - اگلے روز دس بجے کے قریب رائے چرن فائلنا کا ہاتھ پکڑ کر لے آیا۔ الوکول کی بیوی نے اُسے فوراً گود میں اٹھا لیا۔ چوما اور پیار کیا۔ وہ نہایت قیمتی سوٹ پہنے ہوئے تھا الوکول خفا ہو کر بولا۔ رائے چرن! تم یہاں سے چلے جاؤ۔ رائے چرن نے کہا۔ جناب میں بوڑھا ہوں۔ مجھے کون رکھے گا۔ اس پر الوکول نے جواب دیا۔ نہیں جو کچھ تم نے کیا ہے؟ اس کے لئے میں تم کو معافی نہیں دے سکتا۔

۱۸ - الوکول کو کیا خبر کہ وہ اس کے بچے کے بدلے میں اپنے جگر کا ٹکڑہ پیش کر رہا ہے۔ اور خود بڑھاپے میں ٹھوکریں کھانے کو تیار ہے۔ یقیناً رائے چرن کی یہ سب سے بڑی قربانی تھی۔ جس کی قیمت کا اندازہ دنیا نہیں لگا سکتی۔ الوکول نے اسے چور سمجھا۔ اور وہاں رہنے کی اجازت نہ دی جب فائلنا نے دیکھا کہ وہ اتنے بڑے آدمی کا لڑکا تھا۔ نہ کہ رائے چرن کا۔ تو وہ بھی بہت ناراض ہوا۔ پھر رائے چرن کو روتے دیکھ کر جج صاحب سے بولا۔

باپ ! اگر آپ اُسے ہمارے ساتھ رہنے کی اجازت نہیں دیتے۔ تو پھر اسے کچھ پنشن کے طور پر دیدیجئے ٭

رائے چرن خاموش ہوگیا۔ اُس نے فائلنا کو آخری بار دیکھا۔ اور اپنے مالک اور مالکہ کو آخری سلام کرکے کمرے سے نکل گیا فائلنا نج کا بیٹا کہلایا۔ اور غریب بوڑھا رائے چرن ؟ کون جانے اس کا کیا حشر ہُوا ؟

مہینے کے اخیر پر الوکول نج نے اس کے گاؤں میں پنشن بھیجی۔ لیکن رائے چرن نام کا کوئی آدمی نہ ملا ٭

ٹیگور

نج - حاکمِ عدالت ٭
سمندر - پانی کا وسیع قطع ٭
آقا - مالک ٭
شائیں شائیں - پانی کی آواز ٭
مالکہ - مالک کی بیوی - گھر والی ٭
منحوس - نا مبارک ٭
فاقے - جمع ہے فاقہ کی - بھوکا رہنا ٭

ہوسٹل - وہ گھر جہاں طالب علموں کے لئے
کھانا تیار ہو - اور جہاں وہ رہیں ٭
جگر کا ٹکڑہ - بچّہ ٭

سوالات

۱ - اس کہانی کا مصنّف کون ہے ؟ اور کیوں
مشہور ہے ؟
۲ - اس کہانی کو اپنے الفاظ میں بیان کرو ٭
۳ - منحوس کسے کہتے ہیں ؟

---

۱۸ - پھول

صنعت طالب نثار نوشہ

البیلا شگفتہ

۱ پھول تو لاڈلا ہے قدرت کا
ہے نمونہ خدا کی صنعت کا
۲ شوخ ہے رنگ کس قدر تیرا
سرخ ہو - زرد ہو - کہ ہو نیلا
۳ دل کھنچا جاتا ہے تری جانب

ہے ہر اک آدمی ترا طالب
۴ بچے بھی تجھ کو پیار کرتے ہیں
جان تجھ پر نثار کرتے ہیں
۵ لڑکیاں ہوں کہ ہوں جواں لڑکے
دوڑ کر آتے ہیں تجھے لینے
۶ کوئی گجرے ترے گندھاتا ہے
ہار کوئی ترے بناتا ہے
۷ کبھی نوشہ کے سر پہ ہے سہرا
کبھی دولہن کے ہاتھ کا گجرا
۸ دیکھ لو وہ گلاب ہے پھولا
اور پھیلا ہے بیلا البیلا
۹ ہے چنبیلی کی آن بان نئی
اک پری سبز موتیوں سے جڑی
۱۰ موتیا خاص شان رکھتا ہے
موگرا خاص آن رکھتا ہے
۱۱ کتنے دلکش ہیں پھول یہ سارے
کتنے دلچسپ اُن کے نظارے
۱۲ بعض ہوشیار لڑکیاں لڑکے
سینچا کرتے ہیں کیاریاں گملے
۱۳ اس طرح تندرستی بڑھتی ہے
کاہلی گھٹتی چستی بڑھتی ہے

۱۴ چہرے اُن کے ہیں گویا پھول کھلے
خوبصورت شگفتہ اور بھولے!
(محمد نواز اصغر)

شوخ - پنجابی گوڑھا ٭
صنعت - کاریگری ٭
نثار - قربان ٭
طالب - چاہنے والا ٭
نوشہ - دولہا - پنجابی لاڑا ٭
البیلا - انوکھا ٭
شگفتہ - بارونق - کِھلا ہوا ٭

سوالات

۱- پھولوں کے نام لو ٭
۲- پھول کس کام آتے ہیں؟
۳- کیاریاں سینچنے سے کیا ہوتا ہے؟

۱۹- ایک راجہ تھا

نکتہ چینی بخوبی تسلّی بخش آمد

حقیقت مقصد فیصلہ اِبتدھن

خلل اندازی ڈسنا سنّاٹا ڈونگی

۱- جب ہم بچّے تھے۔ تو ہمیں کہانیاں سننے کا بڑا شوق تھا۔ ہم کبھی یہ خیال نہ کرتے تھے۔ کہ آیا کہانی جھوٹی ہے یا سچّی بلکہ اُسے سُن کر بہت خوش ہوتے تھے۔ آج کل لوگ جگہ جگہ سوال اُٹھاتے ہیں اور نکتہ چینی کرتے ہیں۔ اس واسطے کہانی کہنے والے بھی ہوشیار ہوگئے ہیں۔ اور بجائے اس طرح شروع کرنے کے "ایک راجہ تھا" کہتے ہیں۔ "ایک راجہ بکرم نامی تھا"۔

۲- ایک دفعہ موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ میں اپنے مکان کے برآمدے میں بیٹھا ہوُا۔ تماشہ دیکھ رہا تھا۔ میرے دِل میں خیال آیا۔ کہ آج ماسٹر جی نہیں آئیں

گے۔ مَیں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اتنے میں
مجھے ماسٹر صاحب کی چھڑی نظر آئی۔
میرا دل دھڑکنے لگا۔ میں دوڑا دوڑا اپنی
ماں کے پاس پہنچا۔ اور کہا۔ اماں میرے
سر میں سخت درد ہے۔ میری ماں اور نانی
اُس وقت تاش کھیل رہی تھیں۔ میری
امّاں نے اُس وقت کچھ جواب نہ دیا۔ بلکہ
اپنے کھیل میں لگی رہیں۔ اتنے میں ماسٹر
صاحب دروازے پر آ دھمکے ✦

۳۔ مَیں نے رضائی میں سر چھپا لیا۔
میری ماں نے نوکر سے کہا "جاؤ ماسٹر جی
سے کہہ دو کہ آج لڑکے کی طبیعت خراب
ہے"۔ یہ سُن کر میں جس قدر خوش ہُوا
اس کا اندازہ نہیں لگ سکتا۔ میں
چارپائی پر اُچھلنے لگا۔ یہ تم شاید نہ
سمجھ سکو کہ ایک آٹھ سال کا لڑکا
اپنے بہانے پر کس طرح قائم رہ سکتا
میرا خیال ہے کہ جو کچھ میں نے کیا
وہ بہت بُرا کام تھا۔ اور تم بھی
اس کہانی کو پڑھ کر یہ سبق حاصل
کرنا کہ بہانہ سازی نہایت بُری

بات ہے ٭

۴۔ میں نے پھر اپنی نانی گرانی سے کہا گرانی مجھے کوئی کہانی سناؤ" لیکن میری ماں اور گرانی اپنے کھیل میں ہی لگی رہیں۔ مجھے خیال تھا۔ کہ میری ماں نے میری بیماری کو زیادہ خوفناک نہیں سمجھا۔ ورنہ ضرور اپنے کھیل کو چھوڑ کر میری طرف متوجّہ ہو جاتی ٭

میں نے پھر گرانی سے کہا۔"گرانی مجھے ضرور کوئی کہانی سُناؤ۔" میری ماں بولی "گرانی یہ لڑکا بڑا ضدّی ہے۔ چلو پہلے اس کی ہی خواہش پوری کرو۔ اسے ایک کہانی سُنا دو" یہ کہہ کر میری ماں نے تاش زمین پر رکھ دیا۔ اور گرانی نے کہنا شروع کیا۔"ایک راجہ تھا۔" میری نانی گرانی کوئی ہوشیار۔ کہانی کہنے والی نہ تھی۔ وہ تو ایک سیدھی سادی بڑھیا تھی۔ اور صرف کہانیاں جاننے والی۔ اگر آج کل کے لوگ یہ کہانی سنتے تو ضرور پوچھتے۔ کون سا راجہ؟ میری نانی نے بلا نام و مقام بتائے کہا۔ اس راجہ کے ایک رانی تھی۔ میں نے اس بات کی طرف

بھی بالکل خیال نہ کیا۔ حالانکہ اس قسم کی کہانیوں میں راجے لوگ کئی کئی رانیاں رکھتے ہیں۔ اور اس راجہ کے صرف ایک ہی تھی۔ گرانی نے پھر کہا۔ اس کے ایک لڑکی بھی تھی۔ مگر لڑکا کوئی نہ تھا۔ اس لئے راجہ کو فکر لگا رہتا تھا۔

۶۔ سوچنے کی بات ہے۔ ایک آٹھ سالہ لڑکا کبھی بھی خیال نہیں کر سکتا۔ کہ لڑکا نہ ہونے کی صورت میں کسی کو کیوں غم ہوتا ہے؟ میں بھی یہ نہ سوچ سکا کہ اُسے کیوں فکر رہتا تھا۔ لیکن میں بولا "گرانی پھر"۔ پھر اس راجہ نے نجومیوں کو دربار میں بلایا۔ مگر کوئی تسلّی بخش جواب نہ ملا۔ اس پر راجہ نے خیال کیا کہ میں بھگتی کرنے جاؤں۔ تو اچھا ہے۔ پس وہ اپنی رانی سے اِجازت لے کر جنگل میں چلا گیا۔

۷۔ میں یہ مطلب ہرگز نہ سمجھ سکا کہ راجہ کیوں جنگل میں چلا گیا۔ میں جب کہ جنگل میں چلا جایا کرتا تھا۔ تو اس کی صرف دو وجہ ہوتی تھیں۔ ایک تو یہ کہ میں ماسٹر صاحب کی آمد کے خوف سے بھاگ جایا کرتا تھا

دوسرے مار کے ڈر سے۔ لیکن راجہ کو دونوں میں سے کوئی فکر نہ تھا۔ پھر وہ جنگل میں کیوں چلا گیا۔ میں اس بات کی حقیقت نہ سمجھ سکا۔ اس لئے میں نے کہا "پھر"

۸۔ وہ راجہ بارہ سال تک جنگل میں رہا ادھر اس کی لڑکی جسے وہ چھوڑ کر گیا تھا جوان ہوگئی۔ رانی کو اس کی شادی کرنے کی فکر ہوئی۔ تو اُس نے راجہ کو جنگل سے بُلا بھیجا۔ اور کہا کہ آپ کم از کم ایک رات ہمارے محل میں کھانا کھا جائیں۔ یہ بات راجہ نے منظور کرلی ؛

۹۔ ادھر رانی صاحبہ دعوت کی تیاری کرنے لگی۔ اور کھانا سولہ رکابیوں میں چُن کر رکھ دیا گیا۔ رانی صاحبہ نے اپنی لڑکی کو جس کی عمر پندرہ سال ہوگئی تھی۔ خوب اچھے اچھے کپڑے پہنائے۔ ماتھے پر صندل کا ٹیکہ لگایا۔ ہاتھ میں ایک خوبصورت پنکھا دیا۔ اور راجہ صاحب کی چوکی کے پیچھے کھڑا کر دیا جس وقت راجہ محل کے اندر آیا۔ تو اِس لڑکی کو دیکھ کر بہت حیران ہُوا۔ ایسا محو ہُوا کہ کھانا تک بھول گیا۔ تھوڑی دیر بعد رانی

سے پوچھا" یہ راج کماری کون ہے" رانی ! آہ ! کیا آپ اپنی بیٹی چندر کماری کو بھی نہیں پہچانتے ؟

۱۰- راجہ - کیا چندر کماری اتنی بڑی ہوگئی مگر تم نے اس کی شادی کیوں نہیں کی - رانی - میں تمہارے بغیر اس کی شادی کس طرح کر سکتی تھی - اِسی لئے تو تم کو بلایا گیا ہے - کچھ نہ کچھ کرو ؟

۱۱- اس کے بعد راجہ نے کھانا کھایا - اور بہت دیر تک کچھ سوچتا رہا - کبھی اپنے مقصد کی طرف خیال کرتا تھا - کبھی اپنی لڑکی کو دیکھ کر حیران ہوتا تھا - آخر راجہ نے یہ فیصلہ کیا - کہ جو شخص سب سے پہلے مجھے محل کے باہر ملیگا - اُسی کے ساتھ میں اپنی لڑکی کی شادی کر دونگا ؟

۱۲- جب راجہ باہر آیا - تو اُسے ایک برہمن کا آٹھ سالہ لڑکا دِکھائی دیا - وہ بہت غریب تھا - وہ پھٹے پُرانے کپڑے پہنے ہُوئے ایندھن کے لئے لکڑیاں تلاش کر رہا تھا راجاؤں کے کام میں خلل اندازی کرنے والا کون ہے ؟ پس راجہ نے اُس لڑکے کو

بلایا۔ اور اُسے دولہا بنانے کا حکم دے دیا۔ شادی کے لئے تیاریاں ہونے لگیں اور اس غریب لڑکے کی شادی راج کماری چندر کماری سے ہوگئی +

۱۳۔ راجہ نے ایک محل بنوا دیا۔ جس میں برہمن کا لڑکا رام لال اور چندر کماری دونوں رہنے لگے۔ محل نہایت خوبصورت تھا۔ اس میں کئی دروازے تھے۔ اور چونکہ یہ لڑکا ابھی نو سال کا بھی نہیں ہُوا تھا۔ اسلئے اُسے مدرسے بٹھا دیا گیا۔ جب وہ بارہ برس کا ہوُا۔ تو اُس کے ہم سبق پوچھنے لگے۔ کہ وہ کماری جو تمہارے ساتھ محل میں رہتی ہے کون ہے؟ یہ سن کر لڑکا خاموش ہو جاتا۔ اور جب وہ خاموش ہو جاتا۔ تو لڑکے اُسے اور بھی تنگ کرتے۔ ہر روز یہی قصّہ۔ رامو! سچ بتاؤ۔ وہ کون ہے؟

۱۴۔ ایک دِن اُس لڑکے نے بڑی ہمّت کی بنی چندر کماری سے کہہ ہی بیٹھا۔ کہ میرے ہم سبق مجھے دِق کرتے ہیں۔ بتاؤ تم کون ہو؟ چندر کماری نے یہ کہہ کر ٹال دیا۔ کل پوچھ لینا۔ "وہ دن تو کیا کئی سال گزار دیے۔ جب

لڑکا پندرہ برس کا ہوُا۔ تو بہت ہی ضد کرنے لگا۔ کہ ضرور بتاؤ۔ آخر ایک دن چندر کماری کو وعدہ کرنا ہی پڑا۔ کہ آج شام کے کھانے کے بعد بتاؤں گی۔ میں کون ہوں۔

۱۵۔ رام لال بڑی بے صبری سے شام کا انتظار کرنے لگا۔ آخر کھانا کھانے کا وقت آیا۔ رام لال نے جلدی جلدی کھانا کھایا۔ چندر کماری نے ایک پلنگ پر بہت سے پھول بچھائے۔ جب مقررہ وقت آگیا۔ تو رام لال نے کہا "اب"۔ راج کماری نے کہا "چلو پلنگ پر بیٹھو۔ میں آکر بتاتی ہوں"۔

۱۶۔ رام لال فوراً پلنگ پر جا بیٹھا۔ اور چندر کماری کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ یکایک پھولوں میں سے ایک کالا سانپ نکلا۔ اور اُس نے رام لال کو ڈس لیا۔

۱۷۔ اتنی کہانی سنکر مجھ پر سناٹا چھا گیا۔ میں رام لال کو خوش قسمت خیال کرتا تھا مگر اب وہ مجھے بد قسمت معلوم ہونے لگا۔ اس پر بھی میں نے گرانی سے آہستہ سے کہا "پھر" گرانی نے سر ہلا کر کہا۔ "بس"۔

۱۸- آپ جانتے ہیں۔ کہ ایک آٹھ سالہ لڑکا کب خیال کر سکتا ہے۔ کہ ایک کہانی صرف موت کی وجہ سے ختم ہو جائے۔ اور خاص کر۔ میں۔ جس نے یہ کہانی ایک بارش والے دن جب کہ میرے ماسٹر صاحب واپس چلے گئے تھے۔ سنی تھی۔ کبھی خیال نہیں کر سکتا تھا۔ کہ صرف رام لال کی موت کی وجہ سے کہانی ختم ہو جائے گی۔ اس لئے میں نے چلا کر کہا۔ "پھر کیا ہوا"۔ کرانی نے کہا "کچھ نہیں" میں نے بہت کہا۔ کہ آگے بتاؤ۔ آخر تنگ آ کر گرانی نے اپنی طرف سے گھڑنا شروع کیا۔ پھر یہ ہوا کہ اس لڑکے کی لاش کو کیلے کے پتوں کی ڈونگی میں ڈال کر دریا میں بہا دیا کچھ دور پر ایک جادوگر نے اس ڈونگی کو پکڑ لیا۔ اور اس کی لاش پر چند منتر پڑھے۔ پھر پانی کا چھینٹا دیا۔ تو رام لال جی اٹھا اور اپنے گھر واپس آگیا +

(ٹیگور)

نکتہ چینی - عیب نکالنا +

نجومی - جو ستاروں کو دیکھ کر حال بتا سکے ستاروں کا علم جاننے والا - مجازاً غیب داں +

آمد - آنا ÷ مقصد - مطلب ÷
ایندھن - جلانے کی لکڑی ÷
خلل اندازی - ہرج کرنا - دخل دینا - کام بگاڑنا
ڈسنا - کاٹنا ÷
سناٹا - خاموشی ÷
ڈونگی - پنسوئی - چھوٹی کشتی ÷

سوالات

۱- موسلا دھار بارش کسے کہتے ہیں ؟ لڑکے نے کیا بہانہ کیا ؟
۲- نانی نے کیا کہانی سنائی ؟
۳- اس کہانی سے کیا نتیجہ نکلتا ہے ؟

۲۰- ہمدردی

شجر آشیاں مشعل دیا

۱- ٹہنی پہ کسی شجر کے تنہا
بلبل تھا کوئی اُداس بیٹھا

۲- کہتا تھا۔ کہ رات سر پہ آئی
اُڑنے چگنے میں دِن گزارا

۳- پہنچوں کِس طرح آشیاں تک
ہر چیز پہ چھا گیا اندھیرا

۴ سُن کر بلبل کی آہ و زاری
جگنو کوئی پاس ہی سے بولا

۵ حاضر ہوں مدد کو جان و دل سے
کیڑا ہوں اگرچہ میں ذرا سا

۶ کیا غم ہے جو رات ہے اندھیری
میں راہ میں روشنی کروں گا

۷ اللہ نے دی ہے مجھ کو مشعل
چمکا کے مجھے دِیا بنایا

۸ ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے ڈاکٹر سر
آتے ہیں جو کام دُوسروں کے محمد اقبال

شجر - درخت ٭
آشیاں - گھونسلا ٭
مشعل - پُرانے کپڑوں کو تیل میں بھگو کر جب جلایا جائے - تو اسے مشعل کہتے ہیں - روشنی - موٹی بتی ٭
دِیا - چراغ - پنجابی دیوا ٭

سوالات

۱- بلبل نذکر ہے یا مؤنث ؟
۲- جگنو کس قسم کا کیڑا ہے ؟
۳- اچھے لوگ کون ہیں ؟

۲۱- غذا

ذی رُوح بقائے زِندگی قیام

تغیّرات نشوونما معیّنہ قبض

ثقیل عصبی مزاج ہجوم فاسفورس صفرا

۱- انسان ہی نہیں بلکہ ہر ذی رُوح کے بقائے زندگی اور قیام صحت کے واسطے غذا ایک نہایت ضروری چیز ہے۔ اگر توانا آدمی کو آٹھ دس دن غذا نہ ملے۔ تو وہ مرجائیگا انسان کا بدن جلتی ہوئی بھٹی کی مانند ہے اور بھٹی سلگائے رکھنے کے لئے ایندھن کی ضرورت ہوتی ہے۔ جسم ہر وقت کچھ نہ کچھ گھٹتا رہتا ہے۔ اگر اس کو ایک دن رات کھانا نہ دو۔ اور پھر تولو۔ تو وزن میں کمی نظر آئیگی۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے خوراک کی ضرورت ہے۔ اور خوراک ہی سے انسان کے جسم میں حرارت اور گرمی پیدا ہوتی ہے۔ فاقہ کشی سے بدن ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔

۲- جب خوراک معدے میں جاتی ہے تو

اس میں بہت سے تغیرات ہوتے ہیں اور
پھر وہ خون بن کر رگوں میں دوڑتی ہے۔
اور جسم کے ہر حصّے کا نشو و نما کرتی ہے
لیکن غذا اس قسم کی ہونی چاہیئے کہ اس
میں بدن کی پرورش کرنے والے اجزا کا
حصّہ زیادہ ہو۔ اور وہ جزو بدن ہو جائے۔
اگر غذا ایسی نہ ہو۔ تو نقصان ہوتا ہے۔ غذا
کو وقت معیّنہ پر کھانے کی عادت ڈالنا چاہیئے
خلافِ وقت کھانے سے تحلیلِ غذا میں نقصان
رہتا ہے۔ غذا کے بعد قدرے آرام کرنا چاہیئے
فوراً کسی دماغی کام میں مصروف نہ ہوں۔ غذا
سے پہلے پانی پینے سے بسا اوقات نقصان
پہنچ جاتا ہے۔ لیکن غذا سے نصف گھنٹہ
قبل ایک گلاس ٹھنڈا پانی پی لیا جائے۔
تو قبض عموماً رفع ہو جاتا ہے ٭

۳۔ غذا کی تجویز اور استعمال میں عقلمندی
اور احتیاط لازم ہے۔ اور موسمی حالت کا خیال
بھی رکھنا ضروری ہے۔ خصوصاً برسات کے
موسم میں رطوبت جذب کرنے والی اور گرم
موسم میں سیال غذاؤں اور نباتات کا اور
سرما میں گوشت اور گھی وغیرہ کا زیادہ

استعمال کیا جائے۔ بچوں اور کمزور آدمیوں کو ثقیل اور دیر ہضم غذا سے زیادہ پرہیز کرنا چاہئے۔ صبح کے وقت چائے۔ کوکو اور میوہ کا ناشتہ کرنا چاہیئے۔ لیکن عصبی مزاج کو بہت نقصان ہوتا ہے ٭

۴۔ باسی چیزیں جہاں تک ممکن ہو۔ استعمال نہ کی جائیں۔ بالخصوص باسی روٹی سخت مضر ہے۔ بچوں کو ناشتہ میں تازہ روٹی دینی چاہیئے اور یہ انتظام ہر غریب آدمی بھی کر سکتا ہے ورنہ علاوہ بیمار ہونے کے وہ۔ کند ذہن بھی ہو جائیں گے۔ کیونکہ معدے کی خرابی کا اثر زیادہ تر دماغ پر ہوتا ہے ٭

۵۔ چاء کو دیگچیوں میں نہ پکانا چاہیئے۔ زیادہ گرم چاء معدہ اور آنتوں کو نقصان پہنچاتی ہے اس کا عادی ہو جانا بھی بُرا ہے۔ یہ اگرچہ تکان زائل کرتی ہے۔ لیکن کمزور کر دیتی ہے۔ دل کے مریض کے لئے چاء کی زیادتی مضر ہے ٭

۶۔ دوسرا کھانا قریب گیارہ بجے کے ہونا چاہیئے اس کھانے میں گوشت۔ انڈا۔ مچھلی۔ ترکاری اور پھنے اُبلے ہوئے پھل استعمال کئے جائیں اکثر آدمیوں کو اور خصوصاً کمزور معدے والوں کو

بغیر جوش دیے ہوئے پھل نقصان کرتے ہیں۔ تین چار بجے چاء یا دودھ وغیرہ بسکٹ یا ٹوسٹ۔ مکھن کے ساتھ اور شب کو آٹھ بجے کھانا کھایا جائے۔ اس کھانے میں بھنا ہؤا گوشت ضرور ہونا چاہیئے۔ اور یہ تمام دن کی آخری غذا ہے۔ شب کے وقت کھانا اچھی طرح کھا لینا چاہیئے۔ کیونکہ پھر بارہ گھنٹہ تک کچھ نہیں ملتا۔

۷۔ بہرحال دن میں زیادہ سے زیادہ تین بار اور کم سے کم دو بار کھانا صحت کو قائم رکھتا ہے۔ ہر کھانے میں پانچ چھ گھنٹے کا وقفہ ہو۔ اور بیچ میں کچھ نہ کھائیں۔ بچوں کو زیادہ غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن ایک دفعہ ہی نہیں بلکہ تھوڑا تھوڑا کرکے کئی بار کھانا چاہیئے۔ سبز ترکاریوں کا کھانا بھی ضروری ہے۔ نباتات کا گوشت کے ساتھ پکانا دونوں کی اصلاح کرتا ہے۔ جو لوگ گوشت نہیں پکاتے۔ ان کو ترکاری اور دال کافی ہے۔ ترکاری ان کو بہت مفید ہے۔ جن کو قبض کی شکایت رہتی ہو۔ روغنی اشیاء کا زیادہ استعمال ہاضمہ کو خراب کرتا ہے۔ جلد ہضم ہونے والی اور

دیر میں ہضم ہونے والی غذا کو ایک ساتھ نہیں کھانا چاہیئے ٭

۸- بکری کا گوشت - مچھلی اور پرندوں کا گوشت طاقت بخش ہے - اور جزو بدن ہوتا ہے - انڈا اور شہد خالص خون پیدا کرتے ہیں - مختلف قسم کی دالیں - گیہوں - چاول وغیرہ اجناس مقوّی ہیں - چنا فربہ کرتا ہے - تازی ترکاریاں مثلاً آلو - کرم کلّہ - گوبھی - گاجر - شلغم چقندر وغیرہ خون کو درست رکھتے ہیں - اور عمدہ غذا بھی ہیں ٭

۹- مچھلی کا گوشت زود ہضم اور مقوّی ہے سنول - روہو - بام - کالوٹ - مہاں شیر عمدہ قسم کی مچھلیاں - ان میں کانٹے بھی کم ہوتے ہیں - ایسی مچھلیاں بھی ملتی ہیں - جن میں کانٹا بہ کثرت ہوتا ہے - کانٹا احتیاط کے ساتھ نکالنا چاہیئے - اکثر اموات کانٹوں کے حلق میں پھنس جانے سے ہو جاتی ہیں پکانے میں بے ضرر چیزوں سے اس کو گلا ڈالنا چاہیئے - مثلاً اولے کا پانی اور نوشادر کے ڈالنے سے کانٹا گل جاتا ہے - مچھلی ایک مقوّی غذا ہے - سمندر کی مچھلی اور بھی

مقوی ہوتی ہے۔ فاسفورس جو سمندری ہوتا ہے۔ اس کا اثر سمندر کی مچھلی میں ہو جاتا ہے۔ اکثر ماہی گیر مری ہوئی یا زہر سے ماری ہوئی مچھلیاں اُٹھا لاتے ہیں۔ اس کی نسبت احتیاط سے معلوم کر لینا چاہیئے۔ عمدہ مچھلی کے جبڑے کا رنگ گلابی ہوتا ہے ٭

۱۰۔ گوشت پکانے سے پہلے دیکھ لینا چاہیئے اکثر بیمار جانوروں کا گوشت چُرا چھپا کر فروخت کیا جاتا ہے۔ بعض جانور مسلول ہوتے ہیں بعض کی آنکھوں میں چھالے پڑ جاتے ہیں بعض کا جگر سڑ جاتا ہے۔ اور اس میں کیڑے ہو جاتے ہیں۔ ان کا گوشت بہت خطرناک ہے۔ پھر گوشت کو مکھیوں کے ہجوم سے بچانا چاہیئے۔ جراثیم کا اثر غذا۔ پانی۔ دودھ اور گوشت پر زیادہ ہوتا ہے

۱۱۔ گائے کا دودھ زود ہضم ہوتا ہے۔ اور ریاح بھی کم پیدا کرتا ہے۔ دودھ میں ہوائی کثافتوں کو جذب کرنے کی قوت نہایت تیز ہے۔ اس لئے اس کی حفاظت کی بہت ضرورت ہے۔ بیمار کے کمرے میں کبھی دودھ نہ رکھّو دودھ ہمیشہ چینی کے برتن میں ڈھکا رہے

مہلک امراض مثلاً تپِ دق - بخارِ کہنہ بخش
اور ہیضہ خراب دودھ کے استعمال کا نتیجہ
ہیں - دودھ بالعموم گائے - بھینس اور بکری -
کا دودھ استعمال کیا جاتا ہے - ایک قسم
کے جانور کا دودھ دوسرے قسم کے جانور
کے دودھ میں نہ ملانا چاہیئے - جوش دینے سے
دودھ میں جسقدر بیماری کے جراثیم ہوتے ہیں
وہ سب ضائع ہو جاتے ہیں ٭

۱۲- نمک بھی غذا کا نہایت اعلےٰ جزو
ہے - اور جسم کی ساخت میں بہت کام
دیتا ہے - خصوصاً ہڈیوں کی ساخت میں مگر
زیادہ نمک کی چیزیں بدن میں خشکی پیدا
کرنے اور دبلا کر دینے کا باعث ہوتی ہیں -
کھانے کے بعد کبھی کبھی شیریں غذا بھی
مفید ہوتی ہے - لیکن زیادتی ہر صورت میں
بُری ہے - اور اس سے صفرا پیدا ہو جانے
اور جگر بڑھ جانے کا اندیشہ ہے - ترش غذا
صفرا کی زیادتی میں مفید ہے ٭

ذی روح - جاں دار ٭
بقاءِ زندگی - زندہ رہنا ٭
قیام - سلامت رہنا ٭

تغیّرات - تبدیلیاں ٭ نشوونما - بڑھاؤ ٭
معیّنہ - مقرّرہ ٭
قبض - پاخانہ نہ آنا ٭
ثقیل - سخت - جو دیر سے ہضم ہو ٭
ہجوم - کثرت - بھیڑ ٭
فاسفورس - ہڈیوں کا گودا ٭
صفرا - پت ٭

سوالات

۱- غذا کا کیا فائدہ ہے ؟
۲- کونسی غذا مفید ہے ؟
۳- دودھ کے استعمال میں کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے ؟

۲۲- ہماری زمین

نباتات مرکز شِدّت دھاتیں

جمادات ٹھوس معدنیات

منبع تعلّق

۱- جس پر ہم رہتے ہیں - اور جس پر لاکھوں پہاڑوں کی اونچی اونچی چوٹیاں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں - کروڑوں ندی نالے حیوانات اور نباتات کو سیراب کرنے کے لئے اپنا پیچیدہ راستہ طے کر رہے ہیں ہزاروں انسان اور لاکھوں حیوان جس پر رہتے ہیں وہ "زمین" ہے - اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ زمین کیا چیز ہے - اور کہاں سے آئی ہے؟

لڑکیو! غور سے سنو - ہم تمہیں بتاتے ہیں اصل میں زمین اس سُورج کا ایک بے حقیقت ذرّہ ہے - یہ سورج وہ ہے جو ہمارے کام اور آرام کے لئے دن اور رات پیدا کرتا ہے - یہ گرمی اور روشنی کا ایک بڑا

بھاری خزانہ ہے۔ اور اپنے مرکز کے چاروں طرف چکر کاٹ رہا ہے۔ سورج میں اسقدر گرمی ہے کہ کوئی چیز اس میں ٹھوس یا اپنی اصلی صورت میں نہیں رہ سکتی۔ بلکہ شدّت حرارت کی وجہ سے تمام مادہ گیس کی شکل میں اپنے مرکز کے گرد گھوم رہا ہے۔

۳۔ سورج میں سونا ہے۔ چاندی ہے۔ لوہا ہے۔ الغرض ہر قسم کی دھاتیں ہیں مٹی ہے۔ پتھر ہے۔ پانی ہے۔ یعنی ہر قسم کے جمادات موجود ہیں۔ لیکن کوئی چیز بھی ٹھوس یعنی اپنی اصلی صورت میں نہیں پائی جاتی جو کچھ وہاں ہے۔ وہ گیس یا بخارات کی صورت میں ہے۔ سورج میں اس قدر حرارت ہے کہ دنیا کی آگ اس سے پناہ مانگتی ہے۔ ایسی سخت حرارت میں کوئی چیز خواہ وہ ٹھوس ہو یا مجسّم اپنی اصلی حالت پر کس طرح قائم رہ سکتی ہے؟

۴۔ ہماری زمین کا وجود کسی زمانے میں کچھ بھی نہ تھا۔ تم پوچھو پھر یہ آئی کہاں سے؟ یہ سورج سے نکلی ہے۔ کسی نامعلوم

قدرتی طاقت سے یا کسی عجیب و غریب کشش سے زمین سورج سے ایک شعلے کی شکل میں نکلی۔ اور کروڑوں میل کے فاصلے پر ایک ایسی جگہ وہ شعلہ مقیم ہوگیا کہ جہاں اُسے مختلف ستاروں اور سیّاروں کی کشش نے معلّق کر دیا۔ چونکہ زمین جلتی ہوئی گیسوں اور معدنیات کا ایک شاندار شعلہ تھا۔ وہ بھی اپنے بنیع یعنی سورج کی طرح اپنے محور پر گھومنے لگا۔ اور سورج کے چاروں طرف بھی چکّر کاٹنے لگا ٭

۵۔ بعد ازاں یہ شعلہ یعنی ہماری زمین رفتہ رفتہ ٹھنڈی ہونی شروع ہوئی۔ اور جب باہر کی سطح بالکل ٹھنڈی ہوگئی۔ تو اس پر نباتات اور حیوانات اپنی اصلی صورت میں ظاہر ہوگئے۔ مگر زمین کا پیٹ یعنی اندرونی حصّہ ابھی تک ویسا ہی گرم ہے ٭

نباتات ۔ اُگنے والی چیزیں۔ گھاس پات ٭
مرکز ۔ درمیانی نقطہ ٭
شدّت ۔ زیادتی ٭ دھائیں ۔ جمع ہے دھات کی ۔ کان کی پیدائش ۔ مادہ ٭ ٹھوس ۔ سخت ٭

جمادات - جمع ہے جماد کی - بے جان چیزیں - مثلاً مٹی - پتھر - دھات ٭

معدنیات - وہ چیزیں جو کان سے نکلی ہوں - سونا - چاندی - لوہا وغیرہ ٭

منبع - نکلنے کی جگہ ٭

معلق - لٹکا ہوا ٭

سوالات

۱- زمین کیا شے ہے؟ اور کہاں سے آئی ہے؟
۲- پہلے زمین کیا تھی؟
۳- اب اس کی کیا حالت ہے؟

۲۳- ایک سہیلی کا خط

قبولیت مردار جنم پٹہ جلتوائی کڑی سدھانا اچاٹ نصیحتی وہتا

صالحہ بہن! خبر نہیں - وہ کونسی قبولیت کی گھڑی تھی - جو صبح اٹھتے ہی تم پر دھیان جا پڑا - اور یہ جی چاہا کہ تمہاری خیریت

معلوم ہو جائے۔ میں دل میں کہ رہی تھی
کہ دیکھو صالحہ نے کیا بیہودہ پن کیا۔ کہ
میاں کے بخار کی خبر لکھ کر پھر کروٹ بھی نہ
لی۔ اتنے میں تمہارا خط آیا۔ خوش رہو۔
آباد رہو ٭

۲۔ سردار زبان کرتی ہے۔ تو مُردار کو نکال
باہر کرد۔ جنم پٹہ تھوڑی لکھ دیا ہے۔ ان نا
مرادوں کا تو یہ ہے۔ جہاں پیٹ میں پڑی
اور ہَوا کے گھوڑے پر سوار ہوئیں۔ وہ دن
بھول گئی۔ جب جوتیاں چٹخاتی آئی تھی۔
اب چاندی کے دوتار کیا ہوئے۔ کہ اُس کا
مزاج بھی آسمان پر ہوگیا۔ میاں کے وُہ
پتھّر مارے۔ بچوّں کی وہ بوٹیاں نوچے اور
پڑوسیوں سے جلتوائی۔ گھر والوں سے بیر
عورت کیا دیوانی ہے۔ چار دن میں تکلے کے
سے بل نکل جائیں گے۔ تم ذرا کڑی بنو ٭

۳۔ تمہارے مزاج نے اور بھی اس نخرے
پیٹی کو ہوّا بنا رکھّا ہے۔ وہ جانتی ہے۔ تجھ
کو اور نہ مجھ کو۔ ٹھور بیوی کو ماما ملتی نہیں
مجھ کو نکال سکتی نہیں۔ جو کردں گی وہ بھگتیں
گی۔ جو کہوں گی وہ سہیں گی۔ بہت گئی کے

اب ذرا منّہ نہ لگاؤ۔ دیکھنا کیسی ٹھیک
ہوتی ہے۔ کہ کیوں نہیں دیتیں کہ ایسی
موئی جل جوگنوں کا میرے ہاں کام نہیں۔
صالحہ ماما رکھ لینی تو بہت آسان ہے۔ مگر
اُس کا سدھانا آسان نہیں۔ اس لئے تمہاری
چچی جان کہتی ہیں کہ بیوی جی کے جلانے
سے ہاتھ کا جلانا اچھّا۔ اُنہوں نے آج تک
ماما ہی نہیں رکھی۔ بہتیرا ہی چچا جان نے
کہا۔ مگر اُنہوں نے ہمیشہ یہی جواب دیا کہ
ماما بن کمائے۔ بیوی بن کھائے ۔

۴۴۔ ماماؤں کے ساتھ جہاں سختی سخت گناہ
ہے۔ وہاں نرمی بھی غلطی سے کم نہیں۔ نہ
اتنی سخت بنو کہ لوہا ہی ہو جاؤ کہ نرم
ہونا ہی نہیں آتا۔ نہ اتنی نرم۔ کہ کوئی گھول
کر پی جائے۔ تم تو یہ خیال کرتی ہو۔ کہ غصّہ
آیا۔ تو اب بات کی رٹ لگ گئی۔ گھڑیوں
اور گھنٹوں آئے اور گئے۔ سب کے آگے وہی
قصّہ جھویا جا رہا ہے۔ مہربان ہوئیں۔ تو اتنی
کہ ساتھ کھانا تک کھلانے بیٹھ گئیں۔ ایسی
ماما خاک دے گی۔ بوا یہ تو اب ٹھیک ہوتی
نہیں۔ اس کو چٹخاؤ اور دوسری رکھو۔ مگر

خدا کے واسطے اتنا خیال رکھنا کہ نہ ایسی شیر ہونا۔ کہ ہر وقت پھاڑ کھانے کو تیار۔ نہ ایسی زیر ہونا۔ کہ منّت خوشامد پر اُتر آؤ۔ غصّے کی جگہ غصّہ۔ نرمی کی جگہ نرمی۔ یہ نہ ہو۔ کہ باسی کوسی اُٹھایا۔ اور ماما کے حوالے کیا۔ جو کھاؤ۔ وہ کھلاؤ۔ زیادہ نہ دو تو کم بھی نہ دو۔ یہ ٹھیک نہیں کہ آپ کھاؤ قورمہ۔ ماما کو دو چٹنی۔ اس کی ضرورتوں کا خیال رکھوگی۔ تو وہ جان چھڑکے گی۔ ہر وقت کی نصیحتی اور رات دِن کی بگڑ تناڑ بھلی چنگی ماما کا جی اُچاٹ کر دیتی ہے۔ کبھی تناڑ تناڑ لیا تو کبھی محبّت سے چمکار بھی لیا۔ مگر اتنی گھلنا ملنا بھی نہیں کہ گھر کے معاملوں میں صلاح بھی لینے لگو۔ جب تک آنکھ سے نہ دیکھ لو۔ کسی کے کہنے سننے میں آکر غصّہ نہ کرنا۔ چوری کا لپکا تو عموماً سب ہی ماماؤں میں ہوتا ہے۔ آٹے میں آٹا۔ گھی میں گھی۔ پیسے میں دھیلا۔ دھیلے میں آدھی مگر آٹے میں نون پی جانا۔ ہاں کوئی ایسی نامراد پلّے پڑے کہ آنکھوں کا کاجل چرائے تو دہتا بتانا۔

(سلمہ)

کروٹ بھی نہ لی - پروا تک نہ کی - خبر تک نہ دی +
جنم پٹہ - عمر بھر کی تحریر +
چاندی کے دو تار - چاندی کے دو ہلکے زیور +
جل جوگیوں - سیلانی عورتیں +
گھول کر پی جائے - جس طرح چاہے وہ بات منوالے +
چٹخاؤ - نکال دو +
جان چھڑکے - جان وارے +
لتاڑ - جھڑکی اور مار +
آنکھوں کا کاجل چرائے - پکی چور +
کڑی - سخت +

سوالات

۱ مطلب بیان کرو -
بھلی چنگی - جلتوائی - نخرے پٹی - رٹ لگ گئی
۲- ماماؤں سے کیسا برتاؤ کرنا چاہیئے ؟
۳- اس خط کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھو +

۲۴- بہار کا موسم

برگ و بار ہجوم کونپلوں

کلی کیری مول

۱ بہار آئی ہے گلشن میں پھول کھلتے ہیں
ہوا سے دیکھنا! سب برگ و بار ہلتے ہیں

۲ ہر ایک رنگ کے گل کا، ہجوم دیکھو تو
مچی ہے گلستاں میں دُھوم دیکھو تو

۳ مزے ہیں باغ میں بس آجکل ٹہلنے کے
یہ دِن ہیں دیکھئے کیا خوب دل بہلنے کے

۴ سجا ہوا ہے نئی کونپلوں سے کوئی درخت
لدا ہُوا ہے کلی اور گلوں سے کوئی درخت

۵ چہک رہی ہیں کہیں بلبلیں کہیں کوئل
عجب بہار ہے باغوں میں دید کے قابل

۶ کسی درخت پہ کیری کسی پہ مول آیا
ہے بھینی خوشبو کا اک ابر باغ پر چھایا

(سید عبدالسلام۔ جلیس)

برگ و بار - پتے اور شاخیں

ہجُوم - بھیڑ

کوپلوں - جمع کوپل کی - شگوفہ - پتا - نئے درخت
پھل والے ٭
مول - جڑ ٭

سوالات

۱- بہار کا موسم کب آتا ہے ؟
۲- بہار کی کیا شناخت ہے ؟
۳- چھٹے شعر کا مطلب بیان کرو ٭

۲۵- پانی

احتمال فضلات خوروبین تلچھٹ
کثافتیں فواکہات مضر

۱- ہوا کے بعد زندگی اور صحت قائم رہنے کے لئے پانی سب سے زیادہ ضروری چیز ہے - اگر پانی میلا ہو - اور صاف نہ ہو - تو طرح طرح کے خوفناک امراض پیدا کر دیتا ہے - پانی دریا - تالاب - جھیل - چشمہ اور کوئیں سے دو طریقے پر حاصل ہوتا ہے - یا ہم

خود بھروائے ہیں۔ یا نلوں کے ذریعے سے ملتا ہے۔ نل کا پانی اکثر جوش دینے کے بعد جاری کیا جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی اُس کے گندہ ہونے کا احتمال رہتا ہے۔ اس لئے اُس کو بھی صاف کرنے کی ضرورت ہے۔ اور جہاں جوش دے کر نہ دیا جاتا ہو۔ وہاں تو سخت احتیاط کے ساتھ جوش و صفائی ضروری ہے۔

۲۔ دریا کا پانی عموماً میلا اور بدمزہ ہوتا ہے اس میں مٹی اور کوڑا وغیرہ بہت ملا ہوتا ہے۔ بڑے دریاؤں کا پانی جو بہت تیز بہتے ہیں۔ چھاننے اور صاف کرنے کے بعد پینے کے قابل ہو سکتا ہے۔ چونکہ اکثر شہر قصبات اور گاؤں دریا کے کنارے آباد ہوتے ہیں۔ آبادی کے لوگ فضلات کچرا وغیرہ ان میں پھینکتے ہیں۔ کنارے پر مردے جلاتے ہیں۔ کپڑے دھوتے ہیں۔ ان میں جا کر نہاتے ہیں۔ سارے شہر کی موریاں بہ کر دریا میں ملتی ہیں۔ اس لئے دریا کا پانی خراب ہوتا ہے۔

۳۔ جھیل۔ خندق اور گڑھوں کا پانی ہمیشہ بہت گندہ رہتا ہے۔ اس پانی سے احتیاط

بہت لازم ہے۔ تالاب کا پانی بھی چشمہ صاف نہیں ہوتا۔ اور خصوصاً ان تالابوں کا پانی جو خشک ہوتے رہتے ہیں۔ بہت زیادہ صفائی کا محتاج ہے۔ ہاں بڑے تالاب جو خشک نہیں ہوتے۔ اُن کا پانی قابل استعمال ہوتا ہے۔ کنوئیں جو زیادہ گہرے ہوتے ہیں۔ اُن کا پانی اچھا ہوتا ہے۔ لیکن جو کم گہرے ہوتے ہیں۔ اُس کا پانی عمدہ نہیں ہوتا۔ چشمہ کا پانی عموماً صاف اور عمدہ ہوتا ہے اور یہ ہی پانی سب سے اچھا ہے۔ بارش کا پانی جو زمین پر نہ گرا ہو۔ نہایت مفید ہے۔ اکثر اس کو جمع کر لیتے ہیں۔ لیکن زیادہ دن رکھنے سے خراب ہو جاتا ہے ؛

۴۔ اگر ناصاف پانی کو جو خوردبین سے دیکھو تو معلوم ہو جائیگا کہ اس میں کس قدر کیڑے ہوتے ہیں۔ جو جسم میں داخل ہو کر مختلف قسم کے امراض کے بیج بن جاتے ہیں ہر حالت میں پانی کو جوش دے کر پینا مفید ہے۔ اگر پانی کو گرم کرنے پر اس سے بدبودار بھاپ نکلے۔ تو کسی حالت میں اسے نہ پینا چاہیئے ؛

۵۔ صاف پانی ہلکا بے رنگ ہوتا ہے۔ رکھ دینے پر اس میں تلچھٹ نہیں ہوتی ۔ وُہ شفاف ہوتا ہے۔ اور بلا کِسی بُو کے خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ اگر گہرے پانی کو دیکھنے سے پانی کا رنگ نیلگوں معلوم ہو۔ تو بُرا نہیں ہوتا۔ سبز رنگ بھی زیادہ خراب نہیں۔ لیکن جو پانی زرد یا بھورے رنگ کا ہو وہ خراب ہوتا ہے۔ اس کا ذائقہ ناگوار اور بدبودار ہوتا ہے ۔

۶۔ پانی کو جوش دینے سے نہ صرف اُس کے جراثیم جل جاتے ہیں۔ بلکہ تمام کثافتیں بھی ضائع ہو جاتی ہیں۔ جوش دینے کے بعد پانی کو تمام چینی یا چینی کے برتن میں رکھ کر برتن کو گرد سے محفوظ رکھنے کے لئے نم کپڑے سے ڈھانک دینا چاہیئے۔ لیکن مٹی کے برتن میں نہ رکھنا چاہیئے۔ اگر مٹی کے برتنوں میں رکھا جائے۔ تو انہیں روزانہ دھلوا لینا چاہیئے۔ پندرھویں دن پانی پینے کا گھڑا بدلوا دینا چاہیئے ۔

۷۔ احتیاط رکھنی چاہیئے۔ کہ کنوئیں یا تالاب کے گرد تار بندی ہو۔ تاکہ اس میں سے

مویشی پانی نہ پی سکیں۔ اور اُن کے درخت بھی
نہ اُگنے پائیں۔ تاکہ پتے پانی میں گر کر سڑیں
گلیں نہیں۔ تالابوں میں سنگھاڑے لگانا
بہت مضر ہے۔ اگر گھڑے میں چھ ماشہ پھٹکڑی
ڈال دیں۔ تو پانی صاف ہو جاتا ہے۔
۸ فلٹر کا طریقہ یہ ہے کہ لکڑی کی گھڑونچی
پر اوپر تلے تین مٹی کے گھڑے رکھیں اوپر
کے گھڑے کو صاف کوئلہ سے آدھا بھر دیں
بیچ کے نصف گھڑے میں دریا کا ریت
صاف کیا ہوا بھرا جائے۔ ان دونو گھڑوں
کی پیندی میں ایک ایک سوراخ کر کے
اوپر کے گھڑے میں پانی بھر دیں۔ اس طرح
پر اوپر کے دو گھڑوں سے ٹپک کر نچلے
گھڑے میں صاف پانی جمع ہو جائیگا۔
۹۔ پانی ہمیشہ ڈھکا ہوا رہنا چاہیئے۔ کیونکہ
کھلے رہنے میں خواہ مخواہ مچھر چیونٹی اور
ایسے کیڑے مکوڑے گر جائیں گے۔ یا ہوا سے
اُڑ کر گرد و غبار یا اوپر سے کوئی چیز گر جائیگی
پانی پینے میں بعض احتیاطیں ضروری ہیں
مثلاً خالی معدہ میں پانی نقصان پہنچاتا ہے
سو کر اُٹھتے ہی یا منزل سے آتے ہی

یا فواکہات کھانے یا کسی ورزش یا محنت کا کام کرنے کے بعد ہی پانی پینا سخت مضر ہے۔ اس سے آنتوں میں اکثر سوزش ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ زیادہ مقدار میں پانی پینا بھی نقصان پہنچاتا ہے۔ بچہ پیدا ہوتے ہی ٹھنڈا پانی دینا نقصان دہ ہے۔ سوڈا۔ لیمونیڈ وغیرہ بھی معدے کو ضعیف کرتے ہیں ٭

احتمال - اندیشہ - گمان - شبہ ٭

فضلات - جمع ہے فضلہ کی - نجاست - پلیدی - اندر سے نکلی ہوئی چیز ٭

خوردبین - وہ آلہ جس میں چھوٹی چیز بڑی دکھائی دے ٭

تلچھٹ - وہ میل جو نیچے جمع ہو جائے ٭

کثافتیں - غلاظتیں ٭ **فواکہات** - میوہ جات ٭

مضر - نقصان دہ ٭ **جراثیم** - وہ ننھے سے کیڑے جو نظر نہیں آتے ٭

سوالات

۱- صاف پانی کس رنگ کا ہوتا ہے - اور ہم کہاں سے لیتے ہیں؟

۲- میلے پانی سے کیا نقصان ہوتا ہے - جراثیم

کیا ہوتے ہیں ؟
۳- پانی کیسے صاف ہو سکتا ہے ؟ اور سب سے
اچھّا پانی کہاں سے مِل سکتا ہے ؟

۲۶- ہَوا

مقدّم تنفس مرطوب سموم
حِدّت سوزش تمازت متلی
فم معدہ تشنج سوء تنفس مسہل

۱- زندگی کے واسطے سب سے مقدّم چیز ہُوا ہے- اور جسقدر تازہ اور صاف ہَوا ہو صحت کے لئے مفید ہے- ہوا جب خراب ہو- تو اس میں بدبو ہوجاتی ہے جو لوگ صاف ہوا کے عادی ہیں- وہ فوراً سمجھ جاتے ہیں- کہ ہَوا صاف نہیں - اور جو لوگ صاف ہَوا میں نہیں رہتے- وہ یہ تمیز نہیں کر سکتے

۲- ہوا تنفس کے ذریعے سے پھیپھڑوں میں داخل ہوتی رہتی ہے- جو روح کو بڑھاتی اور خون کو صاف کرتی ہے - جو ہوا نہ خشک ہو نہ مرطوب اور خراب انجروں اور گرد و غبار سے

پاک ہو۔ وہ صحت کو بہت فائدہ پہنچاتی ہے
گرم ہوا سے جسے زہریلی ہوا کہنا چاہیئے۔
اور جسے بادِ سموم کہتے ہیں۔ امراض پیدا
ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں جب گرم ہوا
چلتی ہے تو اسے لُو کہتے ہیں ؛

۳۔ موسم گرما میں جب گرم ہوا چلتی ہے
اور جسم میں سرایت کرتی ہے۔ تو بخار آ
جاتا ہے۔ اس طرح اگر پسینہ اور مرطوب
حالت میں بھی اگر پورے طور پر جسم کی
حفاظت نہ کی جائے۔ تو سخت گرمی اور
تمازتِ آفتاب کے سبب جو ہوا میں حدت
اور سوزش پیدا ہوتی ہے۔ اُس کا اثر جسم
پر یک بیک ہو کر تپ ہو جاتی ہے۔ اس
کی ابتدائی علامت درد سر اور بخار ہے۔ بعد
ازاں متلی۔ پٹھوں میں فتور۔ جلد کا گرم
خشک ہونا۔ پسینہ کا بند ہونا۔ سینہ کا جکڑا
ہونا۔ پیشاب پتلا زیادہ مقدار میں یا قطرہ
قطرہ ہوتا ہے۔ فم معدے پر بوجھ یا خالی پن
۴۔ سخت لُو لگنے میں تشنج۔ بے ہوشی
اور سوء تنفس بھی ہوا کرتا ہے۔ کرب بیچینی
اور سوزش چشم ہو جاتی ہے۔ جس وقت

ابتدائی علامات ظاہر ہوں۔ مریض کو تاریک اور ٹھنڈے کمرے میں لٹا کر پنکھا جھلنا اور ٹھنڈا پانی پلانا چاہیئے۔ کپڑا یا اسفنج تر کرکے جسم کو پونچھتے ہیں۔ شدید گرمی ہو۔ تو سر پر کپڑا پانی میں تر کرکے یا برف کا ٹکڑا رکھنا اور ہلکا مسہل دینا چاہیئے۔

۵۔ بچوں اور عورتوں پر لُو کا اثر جلد ہوتا ہے۔ اور سخت گرمی میں رہنے سے عورتوں بچوں اور کمزور آدمیوں پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے۔ اس صورت میں مریض کو چٹ لٹانا چاہیئے۔ تمام جسم کو ملنا اور پنکھا جھلنا چاہیئے۔ ٹھنڈے نیلنخے سنگھائے جائیں اور اور آب سرد کے چھینٹے منہ پر دیئے جائیں مفرح شربتوں کا استعمال کیا جائے۔ اگر بے ہوشی دیر تک رہے۔ تو رائی کا پلاسٹر پنڈلیوں پر یا گدی کے نیچے لگانا چاہیئے اور مریض سے سانس لِوانا چاہیئے۔ ہاتھ پاؤں کو سہلائیں۔ بعد رفع بے ہوشی کے سکون اور آرام دیا جائے۔

۶۔ قبض کی شکایت ثقیل چیزوں کے کھانے اور ایسے کمروں میں رہنے سے

ہوتی ہے۔ جہاں ہوا کا گزر نہ ہو۔ گرمی کے موسم میں تمازتِ آفتاب سے محفوظ رہنے کو چھتری نہایت اچھی چیز ہے۔ ٹھنڈا چشمہ بھی مفید ہے۔ گرم ہوا میں بچوں کو باہر نکلنے سے روکا جائے۔ اکثر وہ لوگ زیادہ بیمار ہوتے ہیں۔ جو کسی وجہ سے جسم کی پوری حفاظت کئے بغیر یا باریک کپڑا پہنے ہوئے ایسی گرم ہوا میں نکلتے ہیں ٭

۷۔ جس طرح لو خطرناک ہے ویسے ہی بہت سرد ہوا بھی۔ سردی کچھ جاڑوں میں ہی سرایت نہیں کرتی۔ بلکہ گرمی میں بھی کرتی ہے۔ پسینے میں یکایک ہوا لگنے سے مسامات بند ہو کر دوران خون میں نقص آنے سے زکام۔ نزلہ۔ کھانسی۔ پسلی کا درد وغیرہ مرض اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ بچوں کو دمے کا عارضہ ہو جاتا ہے۔ سردی میں گود کے بچے کی حفاظت نہایت ضروری ہے۔ سردی میں ہوا کے سرد جھونکوں سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ سخت محنت کے بعد فوراً سرد ہوا میں آجانا یا فی الفور سرد پانی سے غسل کر لینا سردی کا اثر پیدا کرتا ہے ٭

۸- بدبو دار اجزاء جو حیوانات کے بول و براز اور فضلات اور نباتات کے سڑنے۔ گلنے اور انسان و حیوانات کے تنفس سے جدا ہوتے ہیں۔ ہوا میں شامل ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ ہوا بدن میں داخل ہو کر مختلف امراض پیدا کر دیتی ہے۔ اور جب یہ خراب اجزا ہوا میں زیادہ مل جاتے ہیں۔ تو وبائی امراض پھیلتے ہیں۔ کارخانہ جات کے ذرآت بھی ہوا میں مل جاتے ہیں۔ اور وہ بھی امراض کا باعث ہوتے ہیں۔ نشیبی مکانات کی ہوا اور جہاں کہیں زیادہ تر گنجان درخت ہوتے ہیں۔ وہاں کی ہوا خاص کر رات کے وقت ناقص ہوتی ہیں۔

۹- جو حرارت ہوا اور خون کی آمیزش سے پیدا ہوتی ہے۔ اُسے حرارتِ عزیزی کہتے ہیں۔ اس کا قلب پر زندگی کے واسطے خاص اثر ہوتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو۔ تو کوئی جاندار جسم زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس لئے تازی اور صاف ہوا میں رہنا اور موسموں کے نقصان پہنچانے والی ہواؤں سے اپنے بدن کو محفوظ رکھنا صحت اور زندگی کے

لئے نہایت ضروری ہے ٭
مقدم - نہایت ضروری ٭
تنفس - سانس لینا ٭
مرطوب - نم دار ٭
سموم - زہریلی گرم ہوا ٭
حِدّت - گرمی - تیزی ٭
سوزش - جلن ٭
تمازت - تیز دھوپ - تپش ٭
سرایت - اثر کرنا ٭
مستلی - دل کا مالش کرنا - قے آنا ٭
فم معدہ - معدے کا منہ ٭
تشنج - ہاتھ پاؤں کی اینٹھن ٭
سوءِ تنفس - سانس بے قاعدہ آنا
مسہل - ہلکا جلاب ٭

سوالات

۱ - ہوا ہمارے لئے کیوں ضروری ہے ؟
۲ - گرم ہوا سے کیسے بچنا چاہیئے - اور مرطوب ہوا سے کیسے ؟
۳ - حرارت غریزی کسے کہتے ہیں ؟

۲۷۔ محبّت

جادُو تسخیر شورِش و شر

عُدو بدظن لُطف و کرم

۱۔ محبّت جہاں میں ہے نِعمت بڑی
محبّت سے ہوتی ہے عِزّت بڑی

۲۔ محبّت اگر تم رکھو گے روا
نہ ہوگا کبھی کوئی تم سے جُدا

۳۔ یہ دیکھا محبّت سے اِنسان کو
بنا لیتا ہے اپنا حیوان کو

۴۔ محبّت میں جادُو کی تاثیر ہے
اسی سے ہر اِک دِل کی تسخیر ہے

۵۔ بنا دیتی ہے موم پتھر کو یہ
مٹا دیتی ہے شورش و شر کو یہ

۶۔ جو رکھو گے سب سے محبّت یہاں
رہو گے جہاں میں عزیز جہاں

۷۔ عدُو اپنا ہوگا نہ دُشمن کوئی
نہ پاؤ گے بدگو نہ بدظن کوئی

۸۔ محبّت سے باعث رہو گے بھلے

لگائے گا تم کو زمانہ گلے

۹- ہر اک تم پہ رکھیگا لطف و کرم
بھرے گا تمہاری محبت کا دم

۱۰- نہ رکھوگے بچو! محبت اگر ؟
نہ ہوگا تمہارا کسی دل میں گھر

محبت ہی پیاری ہے ماں باپ کو
سبق اس کا دیتے ہیں جو وہ سنو

محبت ہی رکھتی ہے سب کو بھلا
اسی سے ہے راضی جہاں میں خدا

(پیارے لال - رونق - دہلوی)

جادو - منتر - سحر ✣ تسخیر - قابو میں لانا ✣
شورش و شر - فساد اور شرارت ✣
عدو - دشمن ✣ بدظن - بدگمان ✣
لطف و کرم - مہربانی - اور بخشش ✣

سوالات

۱- ثابت کرو - کہ محبت بڑی نعمت ہے ؟
۲- جادو کسے کہتے ہیں ؟
۳- ساتویں شعر کا مطلب بیان کرو ✣

۲۸۔ فلارنس نائٹ انگیل

حسین نازک اندام اسائش تیمارداری

خصوصیہ قریب المرگ سوزش

۱۔ فلارنس نائٹ انگیل انگلستان کے ایک معزز اور دولتمند خاندان میں پیدا ہوئی۔ دیکھنے میں نہایت حسین اور نازک اندام تھی۔ صورت شکل دیکھنے سے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دُنیا میں صرف آرام و اور آسائش کے لئے آئی ہے۔ مگر اِس کی طبیعت بچپن سے تیمار داری کی طرف بہت مائل تھی۔ اُس کے گاؤں میں جب کبھی کوئی بیمار ہوتا تھا۔ تو اُس کی ماں اُن کے گھر جاتی۔ اور اُن کی ہر طرح سے اِمداد کرتی اور یہ لڑکی بھی ہمیشہ اپنی ماں کے ساتھ جایا کرتی +

۲۔ بعض وجوہات کے باعث فلارنس کے والدین کو اپنا گاؤں چھوڑنا پڑا۔ لیکن یہ لڑکی اپنے پہلے گاؤں میں کبھی کبھی ضرور

جاتی۔ وہاں کے لوگوں کے متعلق ہی نہیں
بلکہ اُن کے جانوروں کے متعلق بھی خاص
طور پر دریافت کیا کرتی۔ جتنا کوئی حیوان
بد صورت یا کمزور ہوتا۔ اُتنا ہی فلورنس کو
اس سے زیادہ ہمدردی ہوتی تھی۔ بعض اوقات
وہ خفیہ طور پر گھر سے کھانڈ۔ سیب اور گاجر
وغیرہ اپنی جیب میں ڈال کر نکل آتی اور
ان حیوانوں کو جو کھیتوں میں بھوک سے
قریب المرگ پڑے ہوتے کھلایا کرتی ؛

۳۔ بہار کے موسم میں فلارنس اپنے باغ سے
خاص طور پر عمدہ پھول چُن کر بیماروں کے
لئے لے جاتی۔ ایک دن وہ اپنے کسی رشتہ
دار کے ساتھ اپنے باپ کے کھیتوں کی
طرف چلی گئی۔ اُس کا گذر ایک گڈریے
کے ہاں ہوا جو بھیڑیں چرایا کرتا تھا۔ وہاں
اُسنے دیکھا۔ کہ بھیڑیں اِدھر اُدھر آوارہ پھر
رہی ہیں۔ اور گڈریے کا کتّا جس کا نام کیاپا
تھا۔ اور جو اُن کی رکھوالی کرتا تھا۔ وہاں موجود
نہیں ہے۔ دریافت پر معلوم ہُوا۔ کہ کسی شریر
لڑکے نے پتھر مار کر اس کی ٹانگ توڑ ڈالی۔
گڈریے نے کہا کہ میں اب کیاپا کو گھر بٹھا

کر خوراک نہیں دے سکونگا۔ کیونکہ وہ بھیڑوں
کی حفاظت کے قابل نہیں رہا۔ اب سوائے
اس کے اور کوئی چارہ نہیں۔ کہ میں اُسے
مار ڈالوں۔ یہ سن کر فلارنس کے نرم دِل پر
چوٹ لگی۔ اور کہا کہ مجھے دکھاؤ۔ کیا پا کہاں
ہے؟

۴۔ جب فلارنس نے کتّا دیکھا۔ تو معلوم
ہوا۔ کہ دراصل اُس کی ٹانگ نہیں ٹوٹی۔
صرف ضرب آئی ہے۔ فلارنس نے اُسی وقت پانی
گرم کیا۔ اور اپنی فلالین کی پوشاک سے
ایک ٹکڑا پھاڑ کر ٹکور کرنے بیٹھ گئی۔ جس
سے سوزش اور درد کم ہوگیا۔ دوسرے دن
کیا پا اور بھی اچھا ہوگیا۔ اور تیسرے دن پھر بھیڑوں
کی رکھوالی کے کام میں لگ گیا۔

۵۔ جب فلارنس نے ہوش سنبھالا۔ تو
شادی کا ارادہ ترک۔ کر دیا۔ اب وہ محلّہ
کی لڑکیوں کو کتابیں پڑھاتی۔ اور ہر طرح
سے اُن کی مدد کرتی رہتی تھی۔ سب
لوگ اس سے یکساں محبّت کرتے تھے
لیکن بیمار تو اُس کی آمد کے خاص طور پر
منتظر رہتے تھے۔ ۱۸۵۴ء میں کریمیا کی جنگ

ہوئی - اس میں انگلستان - فرانس اور ٹرکی ایک طرف تھے - اور روس دوسری طرف تھا - اتفاق سے فوج میں ہیضہ پھوٹ پڑا اور سپاہی کثرت سے مرنے لگے - اخباروں میں نرسوں کے لئے ایک زبردست اپیل شائع ہوئی - جس پر ہزار ہا عورتوں نے اپنی خدمات پیش کیں - لیکن وہ نرسنگ کے کام سے اچھی طرح واقف نہ تھیں - فلارنس نے اس کام کے لئے پیش قدمی کی - اور اپنے مطلب کی چند تعلیم یافتہ عورتیں لے کر میدانِ جنگ میں گئی +

۶ - اگرچہ ڈاکٹروں نے ان عورتوں کا کچھ ایسی خندہ پیشانی سے خیر مقدم نہ کیا - لیکن فلارنس پیدل نہ ہوئی - بلکہ اپنے اخلاق اور لاجواب طریقوں سے سپاہیوں کو اپنا بنا لیا - بیماروں کو اس کی موجودگی بھی اطمینان اور تسلی کا موجب ہو جاتی تھی اب اُسے بہت محنت کرنی پڑتی تھی ایک دفعہ اُس کو بھی بخار ہوگیا - تمام کیمپ میں ایک سنسنی سی پھیل گئی - ڈاکٹروں نے انگلستان واپس جانے کا مشورہ دیا - لیکن

اس شیر زن نے اِنکار کر دیا۔ دو ہفتے کے بعد اُس کا بخار اُترا ٭

۷۔ ستمبر میں لڑائی ختم ہوئی۔ لیکن زخمی اور بیمار سپاہیوں کے علاج کا کام ابھی باقی تھا۔ فلارنس صحت پا کر فوراً ہسپتال پہنچی۔ اور اس خوش اسلوبی سے کام کیا کہ ہر طرف سے واہ وا ہونے لگی۔ جب لڑائی ختم ہونے پر وہ وطن کو واپس آئی۔ تو قوم نے اُس کا پر جوش استقبال کیا۔ اور ملکہ وکٹوریہ نے اُسے پروانۂ خوشنودی اور جواہرات سے جڑا ہوا زیور اپنے ہاتھ سے عطا کیا۔ اس طرح پر فلارنس نائٹ انگیل کا نام ہمیشہ زندہ رہیگا ٭

حسین - خوبصورت ٭

نازک اندام - دبلی - پتلی - نازک بدن ٭

آسائش - آرام ٭

تیمارداری - بیماروں کی خدمت ٭

خفیہ - پوشیدہ ٭ قریب المرگ - مرنے والے

سوزش - سوجن ٭

فلالین - ایک ادنی کپڑا ہے ٭

ترک - چھوڑ دینا ٭

نرسنگ - بیماروں کی خدمت ٭
خیر مقدم - استقبال ٭
شیرزن - شیر کی خصلت والی ٭ بہادر عورت ٭

سوالات

۱- معنے بتاؤ :-
نرسنگ - تیمارداری - قریب المرگ - نازک اندام
۲- فلارنس نائٹ انگیل کون تھی ؟
۳- وہ کیوں مشہور ہے - اُس کے حالات بیان کرو ٭

۲۹- ماموں زاد بہن کا خط

انتقال اولیا وضع چھٹی
ہیڑونگا ہوت جوت نگوڑے

فاطمہ بہن ! آج مریم کے خط سے پھوپی اماں کے اِنتقال کا معلوم ہوا کیا بتاؤں جو کیفیت ہوئی - کس مجبت سے چلتے وقت لپٹی ہیں - اور بھینچ بھینچ کر گلے

لگایا ہے۔ بھلا ایسی محبّت کرنے والے اب
کہاں۔ کیسے صاف دل کی بیبی تھیں۔
کبھی کھوٹ آیا ہی نہیں۔ ادھر لڑیں۔
اُدھر ایک۔ یہ بگڑ رہی ہوں۔ وہ ہنس
رہی ہیں۔ اماں جاں کے بعد ایک ذرا سا
آسرا ان کا تھا۔ وہ بھی نہ رہا۔ اب کون
بڑا بوڑھا ایسا بیٹھا ہے۔ جو دِل کا دُکھ
سنے گا۔ اور سمجھائیگا۔ بات کی ایسی پوری
کہ جو دو روپیہ مہینہ زبان سے کہ دیا تھا
آخر وقت تک بہو کو پہنچائے گئیں۔ مزاج
کی ایسی اچھی کہ اس دن تمہارے
سامنے اولیا۔ اتنی بگڑی۔ مگر دوسرے دن
پھر ہنستی ہوئی چلی آرہی ہیں۔ مرگئیں
اور وہ وضع نہ چھوڑی۔ کیسے درد سے
کہتی تھیں۔ ارے کمبختو! کوئی دِن کی ہوا
کھا رہی ہوں۔ صبح گئی تو اور شام گئی
تو سر پر ہاتھ رکھ کر روؤگی۔ اس وقت
یاد کرنا۔ کہ پھوپی سچّی تھی۔ یا جھوٹی
۲۔ حال تو ان کا میرے سامنے ہی بگڑ
گیا تھا۔ ہاں ہمّت اتنی تھی کہ ہم جیسے
جوانوں میں نہ ہوگی۔ عزیز کی چھٹی میں خاصی

اچھی طرح اپنے پاؤں سے اُتر کر آئیں۔
بچھونا بچھوایا۔ حصّے لگوائے۔ پان بتاشوں
پر ایسی بگڑی ہیں۔ اور عزیز کی فضیحتی
کی ہے کہ بیٹی بچّہ ہوگیا۔ تو کیا ہڑدنگا
پن تو گیا نہیں۔ لڑکی شادی کرنے اُٹھی
ہے۔ یا نام رکھوانے؟ بوا اللہ رکھے ہوت
جوت والی ہے۔ باپ تحصیلدار۔ میاں تھانہ
دار۔ نگوڑے چار پیسے کے مزدور بھی کچھ
کرنے اُٹھتے ہیں۔ تو بڑوں کا نام نہیں
گنوانے۔ دل نہ تھا۔ تو کرنے کیوں اُٹھی
تھیں۔ یا وہی کہاوت ہے کہ گرہ میں
نہیں کوڑی گٹے والے ہوت۔ پان بتاشوں
کی حیثیت ہی نہیں تھی۔ تو چار آنے کی
ریوڑیاں منگوا کر کنبے میں بانٹ دی ہوتیں
منہ تو سب کے میٹھے ہو جاتے۔ یہ کیا
کہ انکی کو بھیجو ڈھمکی کو نہیں۔ بیوی کوئی
کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ تمہارے چار
بتاشوں کا کون بھوکا بیٹھا ہے۔ کہ ہی عزیز
کے ہاں سے حصّہ آئے۔ تو روزہ کھلے۔
لینے کے وقت تو سب کے حصّے ڈکار جاؤ
بڑی آپا کا بھی۔ چھوٹی آپا کا بھی۔ اس کا

بھی۔ اس کا بھی۔ اور دینے کا وقت آئے
تو یوں ہیں میخ نکالو۔ لینے کی پچھلی دینے
کے کانٹے یہی ہیں۔ بھیجتی ہو۔ تو سیدھی
طرح بھیجو۔ ہیں تو بڑھے چونڈے پر کیوں
ہی کلپ لگوانے لگی۔ تمہارا کیا ہے۔ تم تو
بچّی ہو کر چھوٹ جاؤ گی۔ جنم ہیں تو کنبہ
میرے تھوکے گا۔ کہ یہ حصّہ بانٹ رہی
ہے۔ لو یہ اپنی سینی اُٹھاؤ۔ تم جانو اور
تمہارا کام ٭

۳۔ یہ کہ اور سینی پٹخ اُٹھ کھڑی ہوئیں
ممانی جان نے بھی ہاں ہیں ہاں ملائی۔
منجھلی خالہ اماں نے بھی کہا۔ کہ بی
عزیز سچ تو کہ رہی ہیں کرو تو ڈھنگ
سے۔ نہیں تو نہ کرنا اچھّا۔ اپنا سمجھتی تھیں
جب اتنا بگڑیں۔ نہیں تو ان کا کیا جاتا
بد نامی جس کی ہوتی ہو جاتی ٭

۴۔ ایسی ماں کو تم جتنا روؤ۔ تھوڑا اور
ایسی بہو پر جتنا غم کریں کم مگر بُوا
ماں باپ کا مرنا تو میراث ہے۔ ملتی
آئی ہے۔ اور ملتی رہیگی۔ آج ہم ان کو
رو رہے ہیں۔ کل دوسرے ہم کو روئیں گے

مرتے کے ساتھ کون مرتا ہے۔ سب روپیٹ کر ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ اللہ کے حکم میں کسے دخل ہے؟ روؤ دھوؤ۔ چیخو۔ چلاؤ۔ جو ہونا تھا۔ سو ہوگیا۔ وہ تو اب آتی نہیں۔ ہاں ہاتھ سے پاؤں سے روپے سے۔ پیسے سے جو ہوسکے اُن کو ثواب پہنچاؤ۔ تکہ اُن کی روح بھی خوش ہو۔ اور تمہاری کمائی نیک لگے ٭

رضیہ

انتقال۔ وفات ٭ اولیا۔ جمع ہے ولی کی۔ لیکن یہاں مراد ہے نظام الدین اولیا سے ٭

وضع۔ عادت۔ خصلت ٭

چھٹی۔ چھٹا دن۔ جب زچہ پہلا غسل کرتی ہے

ہڑدنگا۔ سفلہ۔ چھچھورا ٭

ہوت جوت۔ خاندانی۔ پیسہ والا ٭

نام رکھوانے۔ بدنام ہو ٭

نگوڑے۔ بدبخت ٭

ڈکار جاؤ۔ کھا جاؤ۔ لے لو۔ ہضم کرلو ٭

لینے کی پھلی دینے کے کانٹے۔ خود تو اچھا لے اور اس کا عوض بُرا دے ٭

گرہ میں نہیں کوڑی گھٹے والے ہوت۔ اس

موقع پر بولتے ہیں۔ جب مفت میں شیخی بگھاری جائے تو کلپ لگوانے لگی۔ وہ بات کرنے لگی۔ جس میں ہنسی ہو۔

سوالات

۱۔ اس سبق میں کون کونسا محاورہ استعمال ہوا ہے۔ اس کی تشریح کرو۔

۲۔ چھٹی کسے کہتے ہیں؟

۳۰۔ گریس ڈارلنگ

چابک سواری یکتا معرکہ آرا لازوال

حادثات لائیٹ ہوس دخانی جہاز غرقاب

۱۔ گریس ڈارلنگ نہ تو بڑی تعلیم یافتہ نہ چنداں حسین تھیں۔ وہ نہ تو ملہار راؤ ہلکر کی رانی کی طرح فنّ چابک سواری میں یکتا تھی۔ نہ جھانسی کی رانی کی طرح میدان جنگ میں معرکہ آرا ہوئی تھی۔ انگریزوں

ہیں اس کی شہرت اس لئے لا زوال ہے۔
کہ دوسروں کی بھلائی کے لئے اور لوگوں کی
جان بچانے ہیں اس نے غیر معمولی ہمت
دکھلائی تھی ٭

۲- انگلستان کے شمالی مغربی کنارے پر
سمندر کا بڑا زور ہے۔ وہاں کئی دفعہ کتنے ہی
جہاز غرق ہو چکے ہیں۔ اس قسم کے حادثات
کو روکنے اور نزدیک کے جہازوں کو خبردار
کرنے کے لئے کنارے سے کچھ فاصلے پر
ایک لائٹ ہوس یعنی روشنی کا مینار تعمیر
کیا گیا۔ اس مینار کی حفاظت ڈارلنگ نامی
ایک بوڑھے ملّاح کے سپرد تھی۔ گریس اُس
کی بائیس سالہ لڑکی تھی ٭

۳-۵- ستمبر ۱۸۳۸ء کی رات کو ایک خوفناک
طوفان آیا۔ اور اس مینار کے قریب ایک
دُخانی جہاز سخت خطرے میں گرفتار ہوگیا۔
جہاز کی کلیں ٹوٹ گئیں۔ اور پاس کی چٹانوں
سے بہت زور سے ٹکرا کر اُس کا نصف حصّہ
ٹوٹ گیا۔ اور پانی میں ڈوب گیا۔ ملّاح موت
کے منہ سے بچنے کو کشتیاں لے کر بھاگ
نکلے۔ شکستہ جہاز کا باقی حصّہ زیرِ آب

چٹانوں سے ٹکرا ٹکرا کر گرجتی ہوئی لہروں کی ہولناک طاقت۔ آندھی کے شور اور پانی کے زور سے جھکولے کھا رہا تھا۔ اور کچھ معلوم نہ تھا کہ کس وقت غرقاب ہو جائیگا ۔ اس وقت نو شخص جہاز کے اس ٹکڑے کا سہارا لئے ہوئے خوفِ جان سے واویلا کر رہے تھے۔ ان نو میں پانچ ملاح اور چار مسافر تھے۔ پچھلے پہر اس دردناک شور کی آواز گریس ڈارلنگ کے کانوں تک پہنچی۔ اُس نے فوراً باپ کو جگایا۔ رات کے اندھیرے طوفان اور بارش کی وجہ سے کچھ پتہ نہ لگا کہ یہ دردناک چیخیں کدھر سے آ رہی ہیں۔ مگر صبح سے پہلے پہلے اصلیت معلوم ہوگئی۔ اور بوڑھے ڈارلنگ سے ایک چھوٹی سی کشتی پانی میں ڈال دی۔ ہر چند باپ نے منع کیا۔ اور خفا بھی ہوا۔ مگر گریس نے نہ مانا۔ اور وہ باپ کے ساتھ کشتی میں بیٹھ گئی۔ اور چپو مارنے لگی۔ اُس نے باپ کی ناراضگی۔ پُرزور آندھی۔ سمندر کی خوفناک گرج اور جھاگ والی لہروں کی اس وقت کچھ پروا نہ کی ؛

۵- اس وقت گریس کا بھروسا خدا پر تھا جو مصیبت میں بیکسوں کی دستگیری کرتا ہے دیکھتے دیکھتے وہ چھوٹی سی کشتی شکستہ جہاز کے پاس جا پہنچی۔ لیکن لہریں چٹانوں سے ٹکرا کر اس وقت آسمان کی خبر لا رہی ہیں کشتی بھنور میں پھنس گئی۔ بوڑھا تجربہ کار ملاح فوراً پانی میں کود پڑا۔ اور چپے کے سہارے کسی نہ کسی طرح کشتی کو ڈوبنے سے بچا لیا پھر بہت تکلیف اُٹھا کر اور مصیبت جھیل کر ایک ایک کرکے نو آفت رسیدہ اشخاص کو اپنی کشتی میں بٹھا کر روشنی کے مینار میں لے آیا۔ جہاں سے وہ لوگ گریس کی خدمت اور توجہ سے اچھے اور تندرست ہو کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ٭

چابک سواری - گھوڑے پر سوار ہونے اور ان کو درست کرنے کا ہنر ٭

یکتا - بے مثل - جس کا جواب نہ ہو ٭

معرکہ آرا - میدان جنگ میں لڑنا ٭

لازوال - جس میں کبھی کمی نہ ہو ٭

حادثات - جمع ہے حادثہ کی - وہ ہونا جس سے غم اور نقصان ہو ٭

دخانی جہاز ۔ اگن بوٹ ۔ وہ جہاز جو دھوئیں سے چلے ۔

غرقاب ۔ ڈوبنا ۔ دستگیری ۔ مدد ۔

سوالات

۱۔ گریس ڈارلنگ کون تھی ؟
۲۔ اُس نے کیا بہادری کی ؟
۳۔ تشریح کرو ۔
چٹان ۔ دخانی جہاز ۔ دستگیری ۔

۱۳۔ شام

بسیرا گرجا مسجد پوجا ماتے
سُنسان چہل پہل

۱ سورج ڈوبا ہُوا اندھیرا
چڑیاں بسنے لگیں بسیرا
۲۔ دن کا غائب ہُوا اُجالا
تاریکی نے پردہ ڈالا
۳۔ جلنے لگے دیئے گھر گھر میں

گرجا۔ مسجد اور مندر ہیں

۴۔ پوجا میں ہے دھیان ہیں کوئی
کھانے کے سامان ہیں کوئی

۵۔ چرخ بریں پر چمکے تارے
بے روغن ہیں روشن سارے

۶۔ ہلکا ہلکا نور ہے ان کا
بستی سے گھر دور ہے ان کا

۷۔ بچے نیند میں غافل ہوگئے
لوری سنتے سنتے سو گئے

۸۔ جنگل سے گھر گوالے آئے
ریوڑ اپنا سنبھالے آئے

۹۔ جا پہنچے مزدور گھروں میں
خوش خوش ہیں بیوی بچوں میں

۱۰۔ دن بھر کب آرام لیا ہے
خون پسینہ ایک کیا ہے؟

۱۱۔ شام نے دی ہے کام سے فرصت
دم لینے کی ملی ہے مہلت

۱۲ اب سوئیں گے لمبی تانے
لگے گی محنت خوب ٹھکانے

۱۳ منزل پر رہ رو جا پہنچے
ہارے تھکے نیند کے ماتے

۱۴۔ کشت و چمن سُنسان پڑے ہیں
خالی اب میدان پڑے ہیں
۱۰۔ پہلا سا غلُ شور کہاں ہے
دوڑ دُھوپ کا زور کہاں ہے
۱۶۔ مائلِ راحت ہُوا زمانہ
ختم ہُوا دِل کا افسانہ
۱۷۔ چہل پہل دو چار گھڑی ہے
سب کے سرہانے نیند کھڑی ہے
(مہاراج بہادر برق دہلوی۔ بی۔ اے)

چرخ بریں۔ سب سے اونچے آسمان کا نام ہے (مجازاً آسمان)
بے روغن۔ جس میں تیل نہ ہو
خون پسینہ ایک کیا ہے۔ بڑی محنت کی ہے

سوالات

۱۔ شام کا سماں اپنے لفظوں میں بیان کرو *
۲۔ افسانہ کسے کہتے ہیں؟
۳۔ چہل پہل سے کیا مراد ہے؟

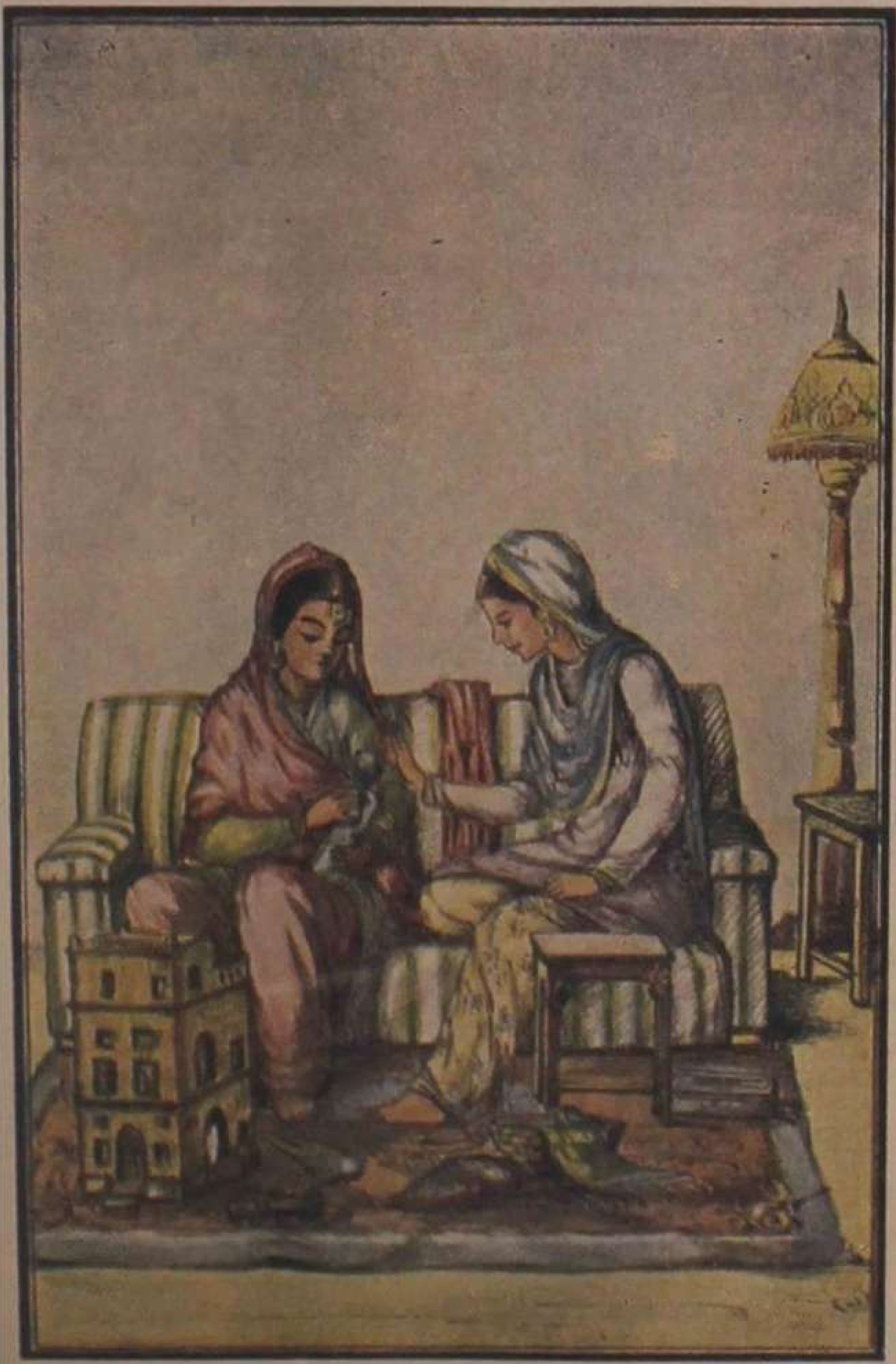

۳۲- محمودہ کی گڑیاں

ششدر خانہ ساز کارچوبی چمنی

حیرت زدہ تپیچی رعشہ گونتھ گونتھ

پتّے ماری ہمّت سترہ دیدہ ریزی

نو آموز کلپ دار دو بیز

اگرچہ حسن آرا کے گھر گڑیوں کا بڑا سامان تھا۔ مگر یہاں محمودہ کی گڑیوں کو دیکھ کر نہایت ششدر ہوئی۔ حسن آرا کی گڑیاں بازاری گڑیاں تھیں۔ صورت دیکھو تو بے ہنگم۔ جوڑے دیکھو تو بھدّے۔ جھوٹا مصالح۔ کھوٹا کام۔ نہ سلائی درست نہ ٹنکائی ٹھیک۔ مگر محمودہ کی گڑیاں سر سے پاؤں تک اُس کے اپنے ہاتھ کی کاڑھی بنائی تھیں۔ کہاں وہ بازاری بیکاری کام۔ کہاں یہ خانہ ساز۔ حسن آرا نے گڑیوں کے لئے بنا بنایا لکڑی کا دو منزلہ گھر پندرہ روپیہ کو مول لیا تھا۔ اور اِسی پر اتراتی تھی۔ محمودہ نے رتیلیوں اور پنّی کا نہایت خوش قطع مکان

خود بنایا تھا۔ حسن آرا کو محمودہ کی گڑیاں دیکھ کر ادّل مرتبہ یہ خیال ہوُا کہ ہنر اور سلیقے کے آگے مال و دولت ہیچ ہے۔ اپنے ہاتھ کے ہنر سے ہم وہ کام لے سکتے ہیں۔ جو دولت سے نہیں نِکل سکتا +

۲۔ بار بار محمودہ سے حیران ہو ہو کر پوچھتی اے ہے یہ ننھا سا کارچوبی بٹوا بھی تم ہی نے سیا ہے۔ اچھّی سچ کہنا یہ پلنگ کے پائے تم ہی نے بنائے ہیں۔ اس دہانی جوڑے میں تو مصالح تمہارا ٹانکا ہوُا نہیں لگتا۔ اس چمنی کا کرتہ تو ضرور اُستانی جی نے قِطع کیا ہوگا بھلا سب تو ہے یہ پٹاپٹی کے پردے کہاں سے لئے؟ یہ گنگا جمنی تاروں بھرا دوپٹہ کس نے دیا۔ بلا کے موہات ہیں۔ غضب کے ازار بند ہیں۔ اے لو اور سنو۔ ابرک کے جھاڑ۔ کاغذ کے پنکھے۔ ابری کی دریاں۔ اجی یہ تو دیکھو۔ سیپیوں کی چلمنیں۔ سرکنڈوں کے پھبے۔ غرضیکہ محمودہ کی گڑیاں دیکھ کر حسن آرا ایسی حیرت زدہ ہوگئی تھی کہ متعجب ہو ہو کر محمودہ ہی کو دِکھاتی تھی۔ محمودہ نے حسن آرا کے تمام تر تعجب کا یہ جواب دیا۔

کہ یہ سب کچھ میرا ہی کیا دھرا اور میرا ہی سیا پرویا ہے۔ اور کچھ بڑی بات نہیں اگر آپ دو مہینے بھی سینے پرونے پر جی لگائیں۔ تو اس سے کہیں بہتر بنا سکتی ہیں۔ مجھ کو تو گڑیاں کھیلنے کا شوق بھی نہیں۔ اُستانی جی جب کوئی نیا کام سکھاتی ہیں۔ تو میں پہلے گڑیوں پر ہاتھ صاف کرتی ہوں۔ بس جو کچھ آپ نے دیکھا۔ یہ میری شروع شروع کی مشق ہے +

۳۔ حسن آرا "دو مہینے میں اس سے بہتر بنا سکتی ہو"۔ محمودہ "بے شک۔ بلکہ اس سے بھی کم میں" +

حسن آرا۔ "بس اس میں سلائی ہی سلائی ہے"؟ محمودہ "اور کیا اور سلائی بھی نری تیچی" حسن آرا۔ "بھلا اتنا سینا مجھے دو مہینے میں کیونکر آجائیگا"؟

محمودہ۔ اگر آپ جی لگائیے۔ تو میرا ذمہ۔ دو مہینے میں خاصی طرح فراغت سے سیکھ جائیے گا حسن آرا" ابھی تو مجھے دھاگا پرونا بھی نہیں آتا۔ لو کل شام کی تو بات ہے۔ اتنا دیر سے سوئی میں دھاگا پرو رہی تھی

آپ خیر سے عینک بھی ہر دم چڑھائے
رہتی ہیں۔ پھر بھی خاک نہیں سوجھتا
ہیں جو کھیلتی کھیلتی جا نکلی۔ تو مجھ ہی
سے گڑگڑا کر کہنے لگی۔ اچھی بیٹی اپنی انّا
کا ایک کام نہیں کر دیتیں۔ ذرا دھاگا پرو
دو۔ رعشہ کے مارے میری تو انگلیاں
کہنے میں نہیں ہیں۔ حرمت گلے سے لنگی
پھرتی ہے کسی طرح گونتھ گانتھ کر کرتا کھڑا
کیا ہے۔ گریبان رہ گیا ہے۔ میں نے
بہت کوشش کی۔ دھاگا تو ناکے کے منہ
پر آ آ جاتا تھا۔ مگر پرویا نہ گیا۔ تب تو
میرا جی جل گیا۔ اور میں نے سوئی اٹھا
کر دُور پھینک دی"۔

محمودہ "کیسا ہی آسان کام ہو۔ تھوڑی بہت
محنت ضرور چاہتا ہے۔ اور خاص کر سینا
تو بڑی پتّے ماری کا کام ہے۔ دھاگا پرو لینا
تو کچھ بھی مشکل نہیں۔ بلکہ کھُل جانے سے
دھاگے کے سرے پر پھوسڑے نکل آتے
ہیں۔ ان کو چٹکی سے مروڑ دے کر دبا دینا
چاہیئے۔ پھر تو شاید پرونے میں دیر نہ
ہو"۔

۴۔ حسن آرا۔ "ہاں ضرور یہ ہی بات تھی۔ مجھ کو انّا نے یہ حکمت نہیں بتائی۔ بھلا ایک سُوئی دھاگا تو دو۔ دیکھوں مجھ سے پرویا جاتا ہے یا نہیں"۔

محمودہ نے ایک بہت باریک ناکے کی سُوئی اور بہت مہین پیچک کا دھاگا دیا حسن آرا نے دھاگے کے سِرے کو چٹکی سے مروڑ مروڑ دے کر جُونہی ناکے کے برابر لگایا جھٹ آگیا۔ تب تو حسن آرا خوشی کے مارے اچھل پڑی۔ اور بولی "آہا جی ہم نے دھاگا پرویا۔ آہا جی ہم نے دھاگا پرویا۔ مجھ کو سینا آگیا"۔

محمودہ۔ "نہیں سینا تو ابھی نہیں آیا۔ مگر ذرا ہی سی کسر ہے"۔

۵۔ غرضیکہ محمودہ نے سیدھی تتپچی لگادی اور آدھے بالشت کے قریب حسن آرا سے سلوایا۔ اس میں تین چار مرتبہ حسن آرا کے سُوئی بھی چبھی۔ اس سے ذرّی اُس کی ہمّت سرد ہوگئی۔ اور جیسے دھاگا پرونے پر اُچھلی کُودی تھی۔ تتپچی تھوڑی ہی سی تھی کہ جلدی سے محمودہ کو پکڑا دی۔ اور

کہا کہ "بوا یہ تو بڑا مشکل کام ہے" محمودہ۔
میں نے پہلے بھی آپ سے کہا تھا کہ سینے
میں بڑی دیدہ ریزی اور محنت ہے۔ لیکن
دنیا میں اکثر عورتوں کو بڑی محنتیں کرنی پڑتی
ہیں۔ دیکھئے چکی پیسنا کیسی سخت محنت کا
کام ہے۔ مگر آخر سینکڑوں ہزاروں ہم ہی
جیسی عورتیں کرتی ہیں۔ اس کے مقابلے میں
سینا تو کچھ بھی محنت کا کام نہیں۔ اس کے
علاوہ یہ دستو۔ کی بات ہے۔ کیسا ہی آسان
کام ہو۔ بندی اور نو آموز کو مشکل معلوم
ہوا کرتا ہے۔ یہ صرف آپ کی بے مشقی ہے
کہ آپ نے چند بار سوئی ہاتھ میں چبھو لی
دیکھئے مجھ کو سیتے سیتے ایسی مشق ہوگئی ہے
کہ اگر فرمائیے آپ آنکھوں میں آنکھیں ڈال
کر باتیں کرتی جاؤں ٹانکا بھی درست بیٹھتا
چلا جائے۔ سیدھ میں ذرا فرق نہ آئے اور
سوئی کے چبھنے چبھانے کا تو کیا ذکر؟" یہ
کہہ کر باقی ماندہ تیسری محمودہ نے دونو کپڑے
برابر کر سوئی جو لگائی۔ تو یا ادھر تھی یا دم
کے دم میں اس سرے جا نکلی

۶۔ حسن آرا "دیکھوں کہیں سوئی تو نہیں لگی"

محمودہ "نہیں تو۔" یہ کہہ کر ہاتھ دِکھا دیا۔
حسن آرا "آپ کی بیچ کی اُنگلی کھردری کیوں
ہے؟" محمودہ نے ہنس کر کہا۔ کہ "سوئیوں
کے چبھنے کے نشان تو نہیں ہیں۔ مگر
میں اس سے انکار نہیں کر سکتی۔ کہ ہے
سینے ہی کی بدولت۔ مجھ کو انگشتانے کی عادت
نہیں۔ بعض کپڑا کلپ دار یا دبیز ہوتا ہے
کہ سوئی آسانی سے نہیں نکلتی۔ تب ایک
طرف سوئی کو چٹکی سے کھینچنا پڑتا ہے اور
بیچ کی اُنگلی سے ناکے کو سہارا لگانا ہوتا
ہے۔ یہ اُسی کے نشان ہیں۔" حسن آرا "تو
پھر بندی پر موقوف نہیں۔ سینے میں سب
ہی کی اُنگلیاں لہولہان رہنی ضرور ہیں۔"
محمودہ "بڑا تعجب ہے۔ کہ آپ ایسی ذرا
سی بے معلوم تکلیف کو بڑی مصیبت
خیال کرتی ہیں۔ ایسی ایسی چھوٹی تکلیفیں
نہ معلوم کتنی صبح سے شام تک پہنچ
جایا کرتی ہیں۔ کھیلنے ہی میں کبھی
چوٹ پھیٹ لگ جاتی ہے۔ پھوڑے پھنسی
ہوتے رہتے ہیں۔ آنکھیں بھی دکھنے آ جاتی
ہیں۔ سردی گرمی کی ایذا سے زکام

ہو جاتا ہے۔ بخار آنے لگتا ہے۔" حسن آرا
"ہاں۔ لیکن ایک مجبوری کی تکلیف جس
پر اپنا بس نہیں۔ اور ایک اپنے ہاتھوں
آفت مول لینا بھلا کیا ضرور ہے کہ بیٹھے
بٹھائے میں اپنی انگلیوں کو زخمی کروں
آنکھوں کو ستاؤں گردن کو دکھاؤں۔ جس
کی ناک پر مکا رکھ دیا۔ جیسا چاہا سلوا لیا۔
محمودہ۔ کیا دوسرے کا محتاج ہو کر رہنا
تکلیف کی بات نہیں"؟ حسن آرا "محتاج
ہو کر رہنا کیسا؟ خدا نہ کرے کسی کے
محتاج کیوں ہونے لگے"؟

ششدر - حیران +
خانہ ساز - گھر کا بنا ہوا +
کارچوبی - ایک قسم کا سنہری کام جو کپڑوں
پر بنایا جاتا ہے +
چمنی - گڑیا کا بچہ +
حیرت زدہ - حیران +
تیپچی - سیدھی سلائی کو تیپچی کہتے ہیں +
رعشہ - ہاتھ کا کانپنا +
کسے ہیں نہیں - قابو میں نہیں +
گونتھ گانتھ - بری سلائی +

پتّے ماری - تکلیف برداشت کرنا +
ہمّت سرد ہونا - حوصلہ ہارنا +
دیدہ ریزی - آنکھوں کا دکھانا +
نو آموز - نیا کام شروع کرنے والا +
بلتدی - نیا سیکھنے والا +
کلپ دار - پنجابی مایہ والا +
دبیز - موٹا دل دار +

سوالات

۱- حسن آرا کی گڑیوں کی کیفیت بیان کرو +
۲- محمودہ کی گڑیاں دیکھ کر حسن آرا نے کیا فقرے کہے ؟
۳- تشریح کرو +
خانہ ساز - کارچوبی - چمنی - رعشہ - گونتھ گانتھ +

۳۳- ہوائی جہاز

فلک فضا راز شیراز یمان

۱- کیسی آتی فلک سے ہے آواز
گونج اُٹھی فضا یہ کیا ہے راز
۲- دیکھتے یوں ہیں آسماں کو سب
دیکھے جیسے کوئی کبوتر باز
۳- لوگ کیوں شوریوں مچاتے ہیں ؟
لے گیا کیا کوئی کبوتر باز
۴- لو نظر آگیا مجھے بھی اب
دیکھو اُڑتا ہے وہ ہوائی جہاز
۵- کیسی تیزی سے اُڑتا آتا ہے
اس کی کیسی غضب کی ہے پرواز
۶- اس کے لکڑی کے پر نہیں ہلتے
اس کے اُڑنے کا ہے عجب انداز
۷- اس میں بیٹھے تو کوئی جا پہنچے
ایک دو دن میں دِلی سے شیراز
۸- ایک پنکھا سا کھاتا ہے چکر
اس کی دم سے یہ آئی تھی آواز

ہند میں بھی بمان بنتے تھے
تھا یہیں ان کی ساخت کا آغاز

(فیروز)

فلک - آسمان ٭
فضا - کھلا ہوا میدان - کشادہ جگہ ٭
راز - بھید ٭
شیراز - ایران کا مشہور شہر ٭
بمان - اڑن کھٹولا - ہوائی جہاز ٭

سوالات

۱- ہوائی جہاز کی شکل بیان کرو ٭
۲- جب یہ اُڑتا ہے - تو کیسی آواز آتی ہے؟
۳- تشریح کرو ٭

شیراز - دلی - فضا - بمان - غضب کی پرواز

۴۳- دسترخوان

عقیدہ مغلانیاں کسر طباخی
دست بستہ ذبح غوری

۱- نواب خورشید جاہ کا عقیدہ تھا۔ کہ لڑکیاں نہ صرف زیور تعلیم سے مزین ہوں بلکہ فن خانہ داری میں بھی اُنہیں ماہر ہونا چاہیئے۔ ثریا بیگم اُن کی اکلوتی بیٹی تھی۔ اُس کے لئے کئی استانیاں اور مغلانیاں مقرر تھیں۔ اُستانیاں۔ عربی۔ فارسی۔ اُردو۔ انگریزی پڑھاتیں۔ تو مغلانیاں اُسے سلائی۔ کڑھائی۔ کشیدہ اور زردوزی سکھاتی تھیں۔ کسر صرف یہ تھی کہ کامل باورچن دستیاب نہ ہوتی تھی۔ جو نواب صاحب کی صاحب زادی کو طباخی سکھائے۔ آخر نواب صاحب نے اشتہار دیا۔ اور دہلی سے ایک باورچن آئی۔

۲- باورچن کا نام رسولن تھا۔ جب وہ بڑی بیگم کے حضور میں حاضر ہوئی۔ تو اُنہوں

نے اس کا امتحان لینا چاہا۔ اور کہا۔ کہ ہم حسب لیاقت تنخواہ دیں گے۔ پہلے دیکھ لیں کہ تم کیسا کھانا پکاتی ہوں۔ رسولن نے دست بستہ کہا کہ سرکار! بے شک تسلّی فرمالیں۔ لیکن میں سَو روپے ماہوار سے کم پر نوکری نہیں کر سکتی۔ اس وقت نواب صاحب بھی موجود تھے۔ ہنس کر کہا کہ اگر تم امتحان میں پوری اُتریں۔ تو جو تنخواہ مانگوگی۔ وہی دی جائے گی) + اچھا آج کباب بناؤ +

۳۔ رسولن نے کہا۔ حضور کباب کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ دہی کے کباب۔ ثابت ران کے کباب۔ آلو کے کباب۔ سیخ کے کباب بیضۂ مرغ کے کباب۔ کباب پسندے کے کباب ناریل شیریں کے۔ مچھلی کے۔ بیسنی کباب۔ شامی کباب۔ گوشت کے میٹھے کباب۔ کباب مرغ مسلم۔ سیخ کے چٹ پٹے کباب۔ مچھلی کے شامی کباب۔ اروی کے کباب۔ ماش کباب۔ جو حضور پسند فرمائیں تیار کر کے دکھا دُوں۔ نواب صاحب نے فرمایا۔ کہ فی الحال مچھلی کے شامی کباب اور

اور ماش کباب کا نمونہ دکھاؤ ؛

۴۔ رسولن نے فوراً ایک سیر قیمہ گرم مصالحہ ڈیڑھ تولہ سفید زیرہ ایک تولہ۔ مرغی کے انڈے تین عدد اور تھوڑا سا نمک لیا۔ پہلے قیمہ باریک پسوایا۔ اسی طرح گرم مصالحہ اور سفید زیرہ پسوا کر قیمہ میں ملایا۔ پھر انڈوں کو معہ زردی سفیدی خوب پھینٹا۔ اور نمک اور پھینٹے ہوئے انڈے قیمے میں ملا کر ٹکیاں بنائیں۔ اور کڑاہی میں گھی ڈال کر انہیں تلا اور تلتے وقت آنچ ہلکی رکھی۔ اور جب کباب خوب پھول گئے۔ تو پلیٹ میں سجا کر نواب اور بیگم صاحب کے روبرو رکھے۔ اور کہا۔ کباب تیار ہیں۔ شوق فرمائیں۔ نواب اور بیگم صاحب نے کباب چکھے اور پسند فرمائے پھر کہا۔ کہ اچھا۔ اب مچھلی کے کباب کا نمونہ دکھاؤ ؛

۵۔ باورچن نے مچھلی کو پہلے خالی پانی میں خوب جوش دیا۔ پھر اُس کے کانٹے نکالے جس وقت مچھلی اچھی طرح صاف ہوگئی تو اس میں گرم مصالحہ یعنی الائچی۔ دال چینی زیرہ کرمانی۔ مرچ سیاہ کو باندازۂ مناسب

ملایا۔ اور نمک اور سُرخ مرچ بھی حسب ضرورت اس میں شامل کی۔ اس کے بعد کوفتہ کی صورت بنا کر کچھ کوفتے یوں ہی گھی میں تلے۔ اور کچھ کوفتوں پر تلنے سے پہلے بیسن لگایا۔ مچھلی کے شامی کباب بیگم صاحب نے بہت پسند کئے۔ نواب صاحب نے کہا۔ کہ بی رسولن یہاں تک تو تمہارا کام بہت تسلی بخش ہے۔ اب پلاؤ کا نمونہ بھی دکھا دو +

۶۔ رسولن نے آداب بجا لاکر کہا کہ حضور لونڈی کئی قسم کا پلاؤ پکانا جانتی ہے۔ مثلاً بیضہ پلاؤ مع میوہ۔ پلاؤ شکم پُر۔ سبزی پلاؤ ماہی پلاؤ۔ دُلہن پلاؤ۔ کوکو پلاؤ۔ جونسا حکم ہو۔ ابھی تیار کر لیا جائے۔ نواب نے پلاؤ شکم پُر کی فرمائش کی۔ باورچن نے عرض کی۔ حضور اس میں ذرا دیر لگے گی۔ جیسا حکم ہو۔ بیگم صاحب نے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں +

۷۔ باورچن نے چاول باریک عمدہ ڈیڑھ سیر۔ مرغ فربہ مسلم ایک عدد منگایا۔ پھر آدھ سیر گھی لیا۔ پھر بڑی الائچی ایک تولہ دار چینی نصف تولہ۔ سیاہ زیرہ چھ ماشہ

مغز بادام ایک چھٹانک۔ مغز پستہ ایک چھٹانک۔ زعفران دو ماشے۔ کشمش ایک چھٹانک۔ پیاز ایک پاؤ اور نمک مہیا کیا۔ پھر بڑی الائچی کو چھیل کر دارچینی کے ساتھ کٹوایا۔ اور سیاہ زیرہ ملا کر رکھ دیا۔ اور چاول پانی میں بھگو دیئے۔ اور دُہ دو گھنٹے تک بھیگے رہے۔

۸۔ اس کے بعد اس نے مرغ ذبح کروا کے اُس کا پیٹ چاک کیا۔ اور اُسے اچھی طرح صاف کروایا۔ پیاز کو باریک کتر کر گھی میں تلا۔ جب پیاز بادامی ہوگیا۔ تو مرغ دھو کر مع نمک اُس میں ڈال دیا اور خوب بھونا۔ جب مرغ بھن کر سُرخ ہوگیا۔ تو اس میں گلنے کے مطابق پانی ڈال دیا۔ اس اثنا میں مغز بادام و پستہ کو بھگو کر چھیلا۔ اور کشمش کو بھی صاف کیا اور دھویا اور زعفران کو کھرل میں پیس کر ان تینوں کو ملایا۔ جب مرغ کا گوشت نرم ہوگیا۔ اور پانی بمقدار پاؤ بھر رہ گیا۔ تو پتیلی کو اتارا اور پھر بادام زعفران وغیرہ کو مرغ کے پیٹ میں بھر کر سوئی دھاگے سے چار ٹانکے

لگا دیئے۔ تاکہ مصالحہ باہر نہ نکلنے پائے +
۹۔ پھر ایک بڑے دیگچے میں چاول کا پانی رکھ دیا۔ اور اس میں نمک ڈال دیا جب پانی خوب کھولنے لگا۔ تو اس میں چاول ڈالدیے۔ پھر دو کنی باقی رہنے پر چاول کو اُتار کر اُنہیں ایک دھلے ہوئے ٹوکرے میں ڈال دیا۔ جس سے چاول کا سارا پانی نِکل گیا۔ اس کے بعد چوتھائی حصّہ چاول کو پتیلی میں جسمیں کہ چاول اُبالے تھے۔ بچھایا۔ اور اُوپر سے تھوڑا پسا ہُوا مصالحہ چھڑک دیا۔ پھر سالم مرغ کو چاول پر رکھ کر تھوڑا اور گرم مصالحہ ڈالا۔ اور باقی ماندہ چاول اور گرم مصالحہ کو مُرغ کے اُوپر ڈالا۔ جب سب چاول پتیلی میں آ گئے۔ اُوپر سے گھی اور تورمے کو جو مرغ کے ساتھ پکایا تھا۔ چاولوں پر ڈالا۔ اور ڈھکنا ڈھک کر لکڑیوں کی آنچ پر رکھ دیا۔ جب چاول پکنے لگے۔ تو تھوڑے سے انگارے ڈھکنے کے اُوپر ڈال دیے اور پانچ منٹ بعد لکڑیاں نِکال لیں اور چاول کی پتیلی کو آدھ گھنٹہ انگاروں پر

دم دیا۔ جب پلاؤ نکالنے لگی۔ تو مرغ کے پیٹ کے ٹانکے توڑ کر اور بادام۔ پستہ۔ کشمش کو علیحدہ پلیٹ میں نکالا۔ اور آدھے چاول کو غوری میں نکالا۔ اُس کے اُوپر مُرغ کاٹ کر رکھ دیا۔ اور پھر چاول ڈالے۔ اور چاول پر بادام پستہ وغیرہ ڈالا۔

عقیدہ - پختہ یقین ٭
مغلانیاں - جمع ہے مغلانی کی۔ سلائی سکھانیوالی ٭
کسر - کمی ٭
طباخی - باورچی۔ کھانا پکانا ٭
دست بستہ - ہاتھ جوڑ کر ٭
ذبح - حلال ٭
غوری - بڑا قاب - سینی ٭

سوالات

۱۔ ماش کباب کیسے تیار ہوتے ہیں ؟
۲۔ مچھلی کے کباب بنانے کی ترکیب بیان کرو
۳۔ پلاؤ شکم پر کیسے پکتا ہے ؟

۳۵ - جھوٹ

امرت ناخدا زہر

۱- اس سے بچ کر ہمیشہ تم رہنا
اے عزیزو ! بُری بلا ہے جھوٹ
۲- سچ بھی کہ دو تو کون مانیگا ؟
اگر اک بار کہ دیا ہے جھوٹ
۳- ساری بدیوں کی جھوٹ ہے بنیاد
سب گناہوں کی ابتدا ہے جھوٹ
۴- بوند اک زہر کی ہے امرت میں
کچھ بھی سچ میں اگر ملا ہے جھوٹ
۵- صاف رکھو چلن کی چادر کو
داغ کالا ہے بدنما ہے جھوٹ
۶- بچ گیا آج اگر تو کل ڈوبا
جس کی کشتی کا ناخدا ہے جھوٹ
۷- نیک بختی کی سیدھی راہ ہے سچ
بد نصیبی کا راستہ ہے جھوٹ
۸- جھوٹ کے پاؤں بھی نہیں ہوتے
سچ کے آگے کبھی چلا ہے جھوٹ
۹- بھول کر بھی نہ جھوٹ بولو تم

اے عزیزو! بُری بلا ہے جھوٹ

(تلوک چند محروم۔ بی۔ اے)

امرت۔ آبِ حیات۔ وہ چیز جس کے استعمال سے ہمیشہ زندہ رہے +

ناخدا۔ جہاز چلانے والا۔ مَلّاح +

زہر۔ وہ چیز جس کے کھانے سے جان دار مرجائے +

سوالات

۱۔ زہر کی تاثیر کیا ہے؟

۲۔ امرت کسے کہتے ہیں؟

۳۔ آٹھویں شعر کا مطلب بیان کرو +

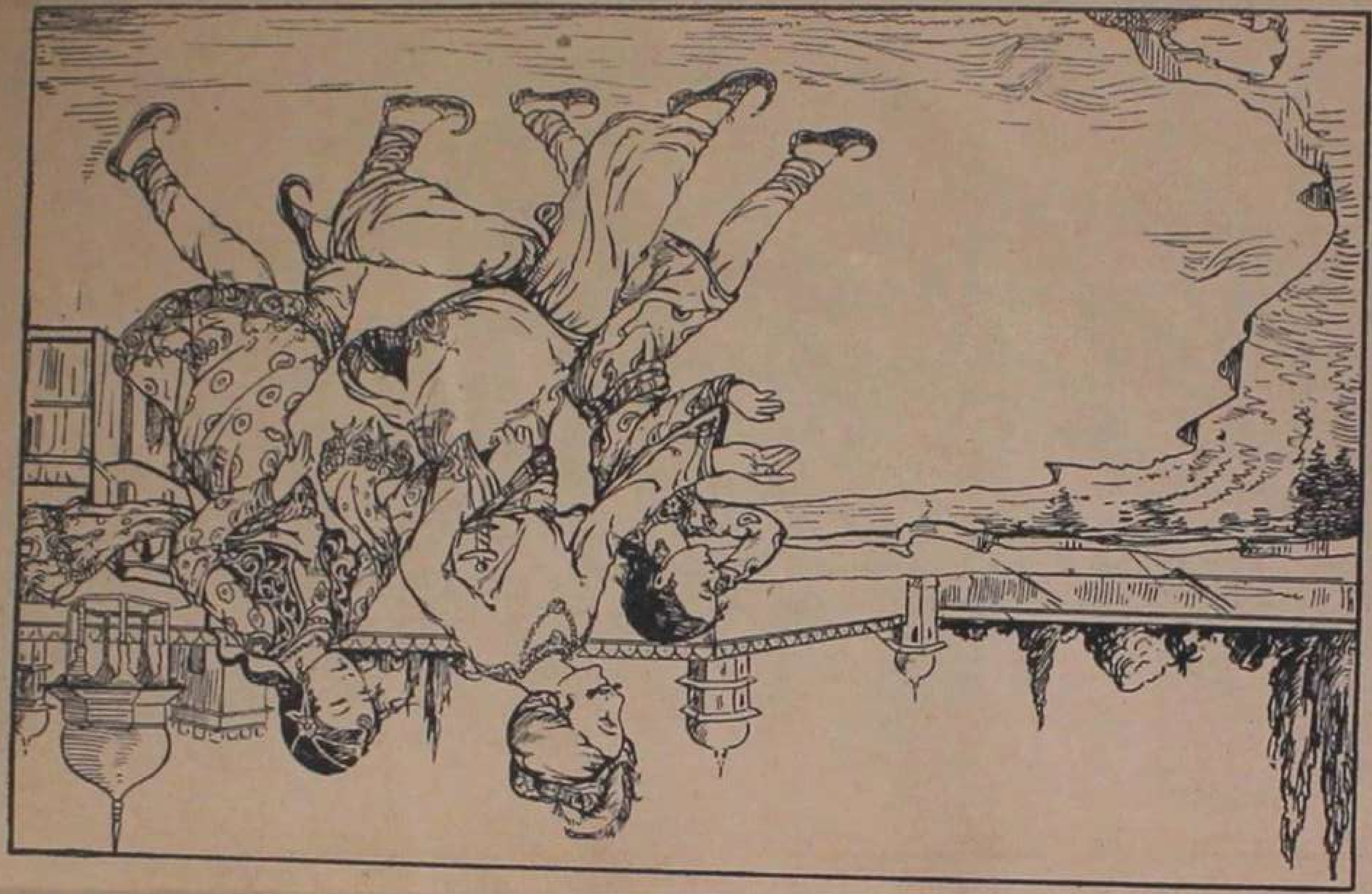

۳۶۔ عزیزوں کی محبت

گڑبڑ سازشوں گوشے گوشے

نڈھال بے درماں تن

۱۔ نواب سراج الدولہ نے جب انگریزوں سے پلاسی کے میدان میں شکست کھائی۔ تو اپنے محل کی طرف بھاگا۔ وہاں پہلے ہی گڑبڑ پھیلی ہوئی تھی۔ میر جعفر کی سازش نے گوشے گوشے میں آگ لگا رکھی تھی۔ بچارا جدھر جاتا تھا۔ موت منہ پھاڑے نظر آتی تھی۔ کہیں امان نہ ملی۔ تو ناچار تھکا ہارا زخموں سے نڈھال نواب سُرنگ کے راستے دریا پر پہنچا۔

۲۔ اس بُرے وقت میں کسی نے ساتھ نہ دیا۔ پاس بیوی کھڑی تھی۔ یا ننھی لڑکی جو سہمی ہوئی نظروں سے لہروں کی طرف دیکھ رہی تھی۔ سراج الدولہ سخت پریشان تھا۔ جلدی سے کشتی میں کود پڑا۔ بیوی اور بچی کو بھی بٹھا لیا۔ گھبراہٹ میں کھانے

پینے کا سامان رکھنا بھی یاد نہ رہا۔ جان کے لالے پڑے ہوئے تھے۔ آخر کشتی کچھ دُور نکل گئی۔ نو نواب کے اوسان ٹھیک ہوئے پر اب تینوں کو بھوک نے ستانا شروع کر دیا۔ خصوصاً بیگم کا بُرا حال تھا۔ اور لڑکی نے تو رونا شروع کر دیا ٭

۳۔ غریب نواب سخت حیران تھا کہ کیا کرے۔ اِدھر یہ عذاب۔ اُدھر میر جعفر پیچھا کر رہا تھا۔ نہ تو کشتی کی چال دھیمی کر سکتا تھا کہ اس صورت میں دشمن کے سر پر آجانے کا اندیشہ تھا۔ جو بلائے بے درماں کی طرح اس کے پیچھے پیچھے اپنی کشتی اُڑائے چلا آرہا تھا۔ اور نہ آگے بڑھنے کی ہمّت تھی۔ کیونکہ بھوک نے ان تینوں کو ادھموا کر دیا تھا ٭

۴۔ نواب نے سوچا مرنا تو ہے ہی۔ پر میرے ساتھ ان دو معصوموں کی جان کیوں مفت میں جائے۔ یہ سوچ کر وہ اپنا بھیس بدل کر کشتی سے اُتر پڑا۔ ملّاح کو حکم دیا کہ میرے واپس آنے تک کشتی آہستہ آہستہ چلاتے رہو۔ اور خود دریا کے سامنے ایک

گاؤں کی طرف روانہ ہوگیا۔

۵۔ گاؤں کے باہر کسی فقیر کی جھونپڑی تھی۔ سراج الدولہ گرتا پڑتا اندر پہنچا۔ اور گڑگڑا کر کہنے لگا۔ "سائیں جی! خدا کے لئے کچھ کھانے کو دیجئے۔ میرے بچے بھوکے مرے جاتے ہیں"۔ جب فقیر نے غور سے اپنے در کے بھکاری کی صورت دیکھی۔ تو خدا کی قدرت نظر آئی۔ بنگال کے فرماں روا کو اس حالت میں دیکھ کر حیران رہ گیا وہی سراج الدولہ تھا۔ جس کے حکم سے کسی جرم پر اس کے کان کاٹ ڈالے گئے تھے۔ فقیر مدت سے جلا بیٹھا تھا۔ اور موقع کی تلاش میں تھا کہ کب اپنے کانوں کا بدلہ لے۔ آخر آج خدا نے اس کی مراد پوری کر دی۔ کیونکہ شکار خود اس کے گھر آن پہنچا۔

فقیر کو خاموش دیکھ کر نواب سے نہ رہا گیا۔ آنسو نکل پڑے۔ پھر سوال کیا۔ "بابا جواب دیجئے"۔ فقیر کو نواب کی حالت پر رحم آگیا۔ اس نے اپنے ہاتھ سے اسے کوئی تکلیف دینی مناسب نہ سمجھی۔ بلکہ

حرکت یہ کی۔ کہ اُسے کھانا دے کر میر جعفر کے جاسوسوں کو اِطلاع دیدی۔ چنانچہ اُسے دُشمن نے اس موقع پر جا پکڑا۔ جب کہ وُہ کشتی آگے روانہ کرنے کی تیاریاں کر رہا تھا ٭

اگلے روز سراج الدولہ اپنے جانی دشمن میر جعفر کے سامنے لے جایا گیا۔ جس کے حکم سے جلّادوں نے اس کا سر تن سے جُدا کر دیا۔ اس کہانی سے معلوم ہوتا ہے کہ سراج الدولہ جیسے شخص نے بھی اپنے عزیزوں کی خاطر اپنے آپ کو خطرے میں ڈالا۔ اور آخر جان بھی گنوا دی ٭

گڑبڑ۔ ہل چل ٭

سازشوں۔ جمع ہے سازش کی۔ مخالف لگاؤ ٭

گوشہ گوشہ۔ کونا کونا ٭

نڈھال۔ بے قرار ٭

بے درماں۔ لا علاج۔ جس کا کوئی چارہ نہ ہو ٭

تن۔ بدن ٭

۳۷- باپ کی محبّت

راج دھانی چڑ چڑا وصیّت ذلیل

۱- سلطان بلبن کا بیٹا بغرا خاں تھا اور بغرا خاں کا بیٹا کیقباد۔ سلطان بلبن تو دہلی کا بادشاہ تھا۔ اور بغرا خاں اس کے ماتحت بنگال کا حاکم تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ سلطان بلبن آخری عمر میں سخت بیمار ہوگیا۔ اور اس نے بیٹے اور پوتے کو اپنے پاس بُلا بھیجا۔

۲- دونو آن پہنچے۔ اور بوڑھے بیمار کی خدمت کرنے لگے۔ چند روز بعد سلطان بلبن کی طبیعت ذرا سنبھل گئی۔ تو بغرا خاں باپ کی اِجازت کے بغیر ہی اپنی راج دھانی کو واپس چلا گیا۔

۳- بیماری کی وجہ سے بلبن کا مزاج چڑ چڑا ہوگیا تھا۔ اب اس نے جو سنا کہ بغرا خاں بے اجازت ہی چلا گیا۔ تو اس کی خفگی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ فوراً اپنے

بیٹے کو تخت سے محروم کر دیا۔ اور اس کی بجائے پوتے کیقباد کو اپنا جانشین بنا دیا اور اس کے کچھ دنوں بعد مرگیا ٭

۴۔ اس وصیت کا نتیجہ یہ ہؤا کہ کیقباد تو شہنشاہ بن گیا۔ اور اس کا باپ صوبہ دار ہی رہ گیا۔ بغرا خاں نے خوشی سے بیٹے کے ماتحت رہنا منظور کر لیا۔ لیکن کیقباد بچہ تھا۔ سلطنت کے کام سے نا واقف۔ عیش میں پڑ گیا۔ مصاحبوں نے اُسے خوب بے وقوف بنایا۔ ان سب میں ذرا زیادہ چالاک وزیر اعظم تھا۔ جس کا نام نصیرالدین تھا۔ اس شخص نے دربار میں اتنی گڑبڑ پھیلا دی کہ سردار اور امیر قابو سے باہر ہو گئے۔ اور رعایا بھڑک اُٹھی ٭

۵۔ بغرا خاں بیٹے کی بے وقوفی پر بنگال میں بیٹھا آنسو بہا رہا تھا۔ اس نے کیقباد کو بار بار چٹھیاں لکھیں۔ جن میں ہدایت کی کہ برخوردار آنکھیں کھول کر کام کرو۔ سلطنت برباد ہو جائے گی۔ یہ لوگ تمہیں بے وقوف بناتے ہیں۔ خوشامدیوں کے کہنے پر نہ چلو تباہ ہو جاؤ گے۔ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ سنبھل جاؤ

اور نیکی اور پرہیزگاری کا راستہ اختیار کرو
ورنہ پچھتاؤ گے +

۶۔ کیقباد کو کچے گھڑے کی چڑھی ہوئی تھی
بوڑھے باپ کی نصیحتیں اس کان سنیں۔
اس کان اڑا دیں۔ اور اپنے عیش میں مست
رہا۔ جب باپ نے خط و کتابت کا کچھ اثر
ہوتے نہ دیکھا۔ تو وہ بچارا خود بنگال سے
چل کر دہلی آیا۔ اس کے ساتھ تھوڑی
فوج بھی تھی۔ لڑنے کے لئے نہیں۔ بلکہ
حفاظت کے طور پر +

۷۔ وہ تو بیٹے کے سمجھانے کے لئے آیا تھا۔
لیکن شریر وزیر نے بادشاہ کے کان بھرنے
شروع کر دئے۔ اور ایسی پٹی پڑھائی کہ وہ
بے وقوف اپنے باپ کو ذلیل کرنے پر تیار
ہوگیا۔ بھاری لشکر لے کر اپنے بوڑھے باپ
بغرا خاں کا مقابلہ کرنے چلا۔ اور عین اس
مقام کے سامنے ڈیرے ڈالدیے۔ جہاں اس
کا باپ ٹھیرا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر بغرا خاں حیران
رہ گیا۔ بیٹے کے پاس قاصد دوڑائے۔ اپنی محبت
کا واسطہ دیا۔ خدا خدا کرکے کیقباد کا دل
صاف ہوا۔ اور وہ باپ سے ملنے پر راضی

ہوگیا ۔

۸۔ چالاک وزیر نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ باپ بیٹے میں صلح نہ ہونے پائے۔ مگر بغرا خاں بیٹے کا خیر خواہ تھا۔ کیقباد کی ہر شرط منظور کر لی۔ غور تو کیجئے۔ کتنی ذلیل سے ذلیل شرطیں تھیں کہ باپ کا اپنے بیٹے کو نوکروں کی طرح جھک کر سلام کرنا۔ کورنش بجا لانا۔ تخت کے سامنے ماتھا رگڑنا۔ بغرا خاں خوب جانتا تھا کہ یہ تمام مشورہ نمک حرام وزیر کا ہے۔ کیقباد کی اس میں کچھ خطا نہیں اس کی عقل تو شراب نے خراب کر رکھی ہے

۹۔ شام کا وقت تھا۔ آسمان پر شفق پھولی ہوئی تھی۔ سورج۔ پچھم میں ڈوب رہا تھا۔ اور اس کا عکس جمنا میں اشنان کر رہا تھا کہ بغرا خاں سواروں کے ساتھ شاہی لشکر کی طرف چلا۔ قریب پہنچ کر گھوڑے سے اتر پڑا۔ خاموش سر جھکائے۔ ہاتھ باندھے بیٹے کے حضور میں پہنچا۔ ابھی تخت سے فاصلے پر ہی تھا کہ بچارا جھک کر پہلی کورنش بجا لایا سنگدل بیٹے نے مسکرا کر منہ پھیر لیا۔ باپ نے دوسرا سلام کیا۔ لیکن کیقباد پر تو وزیر

نے جادو کر رکھا تھا۔ ٹس سے مس نہ ہُوا +
۱۰۔ بیٹے کی یہ سنگ دلی دیکھ کر بغرا خاں کے دل پر سخت چوٹ لگی۔ آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ روتا ہُوا ذرا اور آگے بڑھا گھٹنے ٹیک دیے۔ اور تیسری کورنش بھی بجا لایا۔ لیکن اب کیقباد سے اپنے باپ کی بے کسی نہ دیکھی گئی۔ دِل دھک دھک کرنے لگا۔ شرم سے پانی پانی ہوگیا۔ خون نے جوش مارا۔ تخت سے نیچے اُتر آیا۔ باپ کے قدموں پر گر پڑا۔ اور رو رو کر معافی مانگنے لگا۔ محبت کے دیوتا باپ نے اُسے فوراً اُٹھا کر چھاتی سے لگا لیا۔ دونو ایک دوسرے کے گلے مل کر بہت دیر تک روتے رہے درباریوں کی آنکھیں بھی تر ہوگئیں +
رو دھو کر طبیعت کچھ ہلکی ہوئی۔ تو کیقباد نے اپنے باپ کو تخت پر بٹھا دیا اور خود ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوگیا۔ باپ نے اُسے حکومت کے طریقے بتا دیئے اور چالاک وزیر کے تمام ارادے خاک میں مِل گئے۔ یہ تھی باپ کی محبّت +

راج دھانی ۔ دار الخلافہ ٭
چڑ چڑا ۔ ضدی ۔ جھگڑالو ٭
وصیّت ۔ وہ خواہش یا ہدایت جو عموماً کوئی شخص مرتے وقت کر جائے ٭
ذلیل ۔ بے عزّت ٭

سوالات

۱۔ سلطان بلبن نے کیا ۔ وصیّت کی ؟ اور کیوں ؟
۲۔ نمک حرام وکیل نے کیقباد کو کیا پٹی پڑھائی
۳۔ اُس کا کیا نتیجہ ہوا ؟

---

۳۸ ۔ ادب

شعار وقار خوے ادب سامنا غنی بشر

۱۔ کرو لڑکیو ! تم بڑوں کا ادب
کریں گے جہاں میں تمہیں پیار سب
۲۔ کہا کرتے ہیں اس کو سب بانصیب
مثل ہے یہ سچ با ادب با نصیب
۳۔ طریقِ ادب جس کو آتا نہیں

اُسے پاس کوئی بِٹھاتا نہیں

۴- بڑھاتا ہے رتبہ شعار ادب
بڑا ہے جہاں میں وقارِ ادب

۵- جھکاؤ گے گردن جو سوئے ادب
خدا سے ملا دے گی خوئے ادب

۶- کرو باپ اور ماں کو ہر دم سلام
اسے آپ سمجھو بڑا نیک کام

۷- بڑی بات ہرگز نہ بولو کبھی
زباں بے طرح تم نہ کھولو کبھی

۸- اگر چاہتی ہو ادب سیکھنا
نہ کرنا بڑوں کا کبھی سامنا

۹- ادب سے جو رکھوگی وابستگی
سکھا دیگا تم کو یہ شایستگی

۱۰- غنی تم کو کر دیگا ہر بات سے
نہ کھونا یہ دولت کبھی ہاتھ سے

۱۱- ادب ہی سے ہوتی ہے قدرِ بشر
ادب ہی سے آتا ہے عِلم و ہُنر

۱۲- جو رونق کا تم مان لوگے کہا
ملے گا تمہیں اُس کا اچھّا صلا

(منشی پیارے لال رونق دہلوی)

شعار ۔ طریقہ ۔ عادت ٭
وقار ۔ عظمت ۔ خودداری ٭
خوے ادب ۔ ادب کی خصلت ٭
سامنا ۔ مقابلہ ٭
بشر ۔ انسان ٭
غنی ۔ جسے کسی چیز کی پروا نہ ہو ٭

سوالات

۱۔ ادب کسے کہتے ہیں ؟
۲۔ اس کے کیا فائدے ہیں ؟
۳۔ چوتھے شعر کا مطلب بیان کرو ٭

۳۹۔ ایک مُسافِر کی بہادری

حسرت ۔ نِصف النہار ۔ تیز رو ۔ خوابیدہ ۔ خود رفتہ
محو ۔ دِلخراش ۔ بھرپور ۔ برق دم ۔ پُرشور ۔ خونخوار ۔
بے جگری ۔ مطلع

(۱) قندھار کے سُنسان جنگلوں میں ایک غریب الوطن مُسافِر بڑی ہی اُداسی بھری حسرت سے سر جُھکائے ہُوئے اپنے گھوڑے پر آہستہ آہستہ آ رہا ہے ۔ گرمیوں کی چلچلاتی ہُوئی تیز دُھوپ اور دوپہر کے نِصف النہار تک پہنچ جانے والے سُورج کی تیز کِرنوں نے اُس کے حسرت نصیب دِل کو پژمُردہ کر کے آخر اُسے تھکا ہی کر چھوڑا ۔ یہ اِدھر اُدھر دیکھ کر ایک تیز رو ندی کے کنارے جو گنجان درختوں کے نیچے ہی نیچے دبے پاؤں دُور تک بہتی چلی گئی ہے بیٹھ کر گھوڑے کو اِس سبزہ زار میں چرنے کو چھوڑ دیتا ہے ۔ جو ندی کے کنارے لہلہا رہا ہے ۔ گنجان جنگل کے گھنے درخت کچھ اِس طرح ایک دوسرے کی گردن میں ہاتھ ڈالے ہُوئے کھڑے ہیں کہ جھانک جھانک کر رہ جانے والی سُورج کی تیز نگاہیں یعنی کرنیں بار نہیں پاتیں کہ ان کے سایہ میں ہاتھ

پاؤں پھیلائے ہُوئے۔ آرام لینے والے سبزہ خوابیدہ تک
پہنچ سکیں۔
(۲) اِس جنگل کے دِلچسپ نظارے نے ہمارے اجنبی
مُسافر کو خود رفتہ کر کے بالکل اپنی طرف محو کر لیا ہے۔
یہ ایک عجیب فراموشی کے عالم میں اِس اٹھلا اٹھلا کر
بہنے والی ندی کی مستانہ چال کی طرف ٹکٹکی لگائے
ہُوئے ہے۔ جس کی لہریں دوڑ دوڑ کر آتی اور اس کے
ٹخنے اور پاؤں میں پھیلے ہُوئے قدموں کو چُوم چوم کر
چلی جاتی ہیں۔ دفعتہً ایک طرف کی جھاڑیوں کو جنبش
ہوئی۔ اور کِسی گرجتی ہوئی آواز نے تمام جنگل کو سر پر
اُٹھالیا۔ ہمارا غریب الوطن مسافر بھی اِس اچانک آجانے
والی دِلخراش آواز سے چونک پڑا۔ اور اپنے پیارے
گھوڑے کو ایک ظالم شیر کے پنجے میں پھنسا دیکھ
کر فوراً اپنی جگہ سے اُٹھا۔ اور بڑی پھرتی سے تلوار کھینچ
کر اس خونخوار کی پشت کی طرف آتے ہی کچھ ان
حواسوں سے تلوار کا ایک بھرپور ہاتھ اس کی ٹانگوں
پر لگایا کہ انھیں بیکار ہی کر کے چھوڑا۔ شیر کے پلٹتے
پلٹتے اس کی برق دم تلوار کے لگاتار واروں اور برس
پڑنے نے بالکل اُس کا کچومر نکال دیا۔ شیر جس کا کام اس
کے خونخوار حملہ نے تمام کر دینے میں کچھ کسر باقی نہ
نہ رکھی تھی۔ اس کے پنجے سے چھوٹ کر لڑھکتا ہوا

دریا کے نشیب کی طرف جا پڑا اس نے زور سے ایک چیخ ماری اور اپنے اگلے پاؤں کے سہارے سے گھسٹتا ہوا آگے بڑھا۔ کہ اپنے خون کے پیاسے جوان کی جان لیکر غصہ کی بھڑکتی ہوئی آگ اور دل میں اُٹھ اُٹھ کر رہ جانے والے شعلوں کو بجھائے۔ مگر اس کے بہادر دل چلے مُقابل نے ذرا بھی اُس کی گیدڑ بھبکیوں کی پروانہ کی۔ وہ بڑی بے جگری سے آگے بڑھا۔ اور مارے تلواروں کے اُسے مُردہ کر کے ڈالدیا۔

(۳۴) اب اُدھر تو مغربی مطلع کی طرف جھک آنیوالا آفتاب دِن ڈھلنے کی خبر دے رہا ہے۔ اِدھر آنکھوں کے سامنے بیجان پڑا ہوا گھوڑا جواب دے کر کہہ چکا ہے۔ کہ بس آپ کا ہمارا یہیں تک کا ساتھ تھا۔ اِس سُنسان جنگل اور دور دراز سفر میں پیادہ پائی کی مصیبتیں جانیں اور آپ ہمارا مُسافر اِنھیں خیالوں سے متاثر ہو کر فوراً ہی روانہ ہونے کو تیار ہوگیا۔ اس نے ایک جھولی جو زین میں بندھی ہوئی تھی۔ کھول کر کاندھے پر ڈال لی۔ اور اپنے رستہ پر ہولیا۔

حسرت - نا اُمیدی
نِصف النہار - دوپہر
تیز رو - تیز چلنے والا
خوابیدہ - سویا ہُوا
خود رفتہ - اپنے آپ بھول جانا
محو - کِسی بات میں غرق ہو جانا
دِل خراش - وہ جس سے دل پر چوٹ لگے -
بھرپور - تُلا ہُوا
برق دم - بجلی کی دھار والی
کچوکہ - بُھرکس
خونخوار - جان سے مارنے والا
بے جگری - بہادری
مطلع - سورج نکلنے کی جگہ

سوالات

(۱) مطلع کسے کہتے ہیں ؟
(۲) سوار کہاں جا رہا تھا اور اُس کو کیا واقعہ پیش آیا ؟
(۳) سوار نے کیا کاروائی کی ؟

بم - ریلوے انجن کا موجد

پاپیادہ - ممنونِ - رسائی - جفاکشی - مُصمّم

کفایت شعاری

۱، اِس زمانہ میں ہر شخص ریل میں سفر کرتا ہے - لیکن بہت سے لوگوں کو وہ زمانہ بھی یاد ہوگا جبکہ دُنیا میں کِسی جگہ بھی ریل نہ تھی اور انھیں پاپیادہ یا کِسی سواری میں سفر کرنا پڑتا تھا - ریل سب سے پہلے سنہ ۱۸۲۱ء میں بنائی گئی تھی - جو اَب تقریباً دُنیا کے ہر حِصّہ میں موجود ہے - جِس کا طول تخمیناً پانچ لاکھ میل ہے -

چونکہ ہم ریل میں جلد اور بآرام سفر کرتے ہیں - اِس لئے ہم کو جارج اسٹیفن سن کا ممنون ہونا چاہیئے - جو ایک غریب کا لڑکا تھا اور کوئلہ کی کان میں کام کیا کرتا تھا - اِس کی زندگی کی کہانی دلچسپی سے خالی نہیں ہے -

۲- جارج جون سنہ ۱۷۸۱ء میں "نیو کاسل آن ٹائن"

کے قریب ایک موضع میں پیدا ہوا تھا۔
اِس کا باپ ایک غریب شخص تھا۔ اور اُس
کی ماں ایک لائق اور سنجیدہ عورت تھی۔ جس
کی خواہش یہ تھی کہ اپنے بال بچّوں کو عمدہ
اصُول پر پرورش کرے۔

جارج کے والد اِس قدر غریب تھے کہ وہ
اِس کو مدرسہ نہیں بھیج سکتے تھے۔ اِس لئے
جارج تمام دن پرندوں کے گھونسلے دیکھنے یا
لوگوں کے پیغام پہنچانے یا اپنے چھوٹے بھائی
بہنوں کی نگرانی کرنے میں گذار دیتا۔ اور اُن
کو اپنے باپ کی زبانی کہانیاں سُنایا کرتا۔
کم سِنی میں سب سے پہلا کام جو اُس نے
کیا وہ سڑک کے کنارے گایوں کے ریوڑ
کو چرانے کا تھا۔ اِس کام سے بھی جو وقت
بچ جاتا۔ اس میں چکنی مٹی کے انجن اور کھلونے
بنایا کرتا۔ جب وہ کچھ بڑا ہُوا۔ تو اپنے باپ
کے ساتھ کوئلے کی کان میں کام کرنے کے
لئے گیا۔ جہاں ایک انجن بھی تھا۔ جو ایک
ہی جگہ گڑا ہُوا تھا۔ اور جس کے ذریعہ سے کوئلہ
کان سے نکالا جاتا تھا۔ وہاں وہ انجن میں کوئلہ
ڈالنے والے کو مدد دیتا رہا۔ جارج اگرچہ عمر

میں چھوٹا تھا لیکن اس کی خواہش تھی کہ وہ
ایک انجن چلانے والا بن جائے۔
(۳) اس نے اپنی ذہن کی رسائی اور اپنی محنت
اور جفاکشی کے باعث بہت ترقی کرلی۔ جارج
کو انجن سے جو اس کی نگرانی میں تھا بہت
انس تھا۔ اس نے انجن کے ہر ایک کل اور
پرزے کا معائنہ کیا۔ اور بہت جلد اُس کے
بنانے کے طریقہ سے بھی واقف ہوگیا۔ کیونکہ
وہ اِس انجن کی حفاظت کرتے اور اُس کے تمام
پرزے کو بالکل علیٰحدہ کر کے پھر جوڑ دینے
کو بہت پسند کرتا تھا۔ اب اُس کی عمر ۱۸ سال
کی تھی۔ اور اس کے دل میں یہ خواہش ہوئی۔
کہ وہ پڑھنا لکھنا سیکھے۔ چنانچہ اس نے اس کے
حاصل کرنے کے متعلق مصمّم ارادہ کرلیا۔ اور
ایک اُستاد کے پاس جو رات کو لڑکوں کو پڑھایا
کرتا تھا۔ جانے لگا اور اپنی ذہانت اور مستعدی
کی وجہ سے بہت جلد علم حاصل کرلیا۔ اور علم
حساب میں اُس نے خاص مہارت پیدا کرلی۔ اس
کے بعد جارج کی یہ خواہش ہوئی۔ کہ وہ کسی
طرح زیادہ کمانے لگے۔ اِس لئے اس نے نئے
جوتے بنانا۔ اور پرانے جوتے اور گھڑیوں کو

درست کرنا بھی سیکھا۔ کفایت شعاری کے اصول بھی اس کے مدِ نظر تھے۔ ۱۸۰۲ء میں اس کی شادی ہوئی۔ اور وہ انگریزی رسم و رواج کے موافق اپنے والدین سے علیحدہ دوسرے مکان میں رہنے لگا۔ لیکن بدقسمتی سے اس کی بیوی زیادہ عرصہ تک اس کا ساتھ نہ دے سکی یعنی بہت جلد مرگئی۔ اور اس کی ماں کا بھی انتقال ہوگیا۔ اور اسی غم میں اس کا باپ بھی اندھا ہوگیا۔ اس کی حفاظت اور پرورش جارج بخوشی کیا کرتا تھا۔ ۱۸۱۲ء میں جارج نیوکاسل کے قریب کلنگ ورتھ میں انجن کی حفاظت کرنے کے لئے مقرر کیا گیا۔ اور یہاں اس نے اپنی زندگی کا سب سے بڑا کام شروع کیا۔ یعنی اس نے ایک انجن تیار کیا۔ جو لوہے کی پٹریوں پر فی گھنٹہ چار میل کی رفتار سے چل سکتا تھا۔ اس پر لوگ اس کی ہنسی اڑانے لگے۔ اور خیال کرنے لگے کہ یہ ایک ناممکن کوشش ہے۔ جو جارج کرنا چاہتا ہے۔ چونکہ وہ اپنا کام آپ بہتر جانتا تھا۔ اس لئے وہ لوگوں کی باتوں کی پروانہ کرکے اپنا کام چپ چاپ کرتا رہا۔ یہانتک کہ اس نے شاندار کامیابی حاصل کرلی۔

(۴) سنہ ۱۸۲۱ء میں گورنمنٹ کا خیال ہوا۔ کہ ڈارلنگٹن اور اسٹاکٹن کے درمیان ریل بنائی جائے۔ جس کے بنانے کے لئے جارج اسٹیفن سن مقرر کیا گیا۔ سنہ ۱۸۲۵ء میں یہ ریل چلنے لگی۔ ریل کے چلتے وقت بہت سے لوگ جمع ہو گئے تھے۔ جن میں اکثر کا خیال تھا۔ کہ انجن کام نہ دیگا۔ لیکن جارج نے خود اس انجن کو چلایا۔ جس کی رفتار فی گھنٹہ چار میل کی تھی۔ جب اس اسکیم میں پوری کامیابی ہوئی۔ تو پھر گورنمنٹ کا خیال مانچسٹر اور لیورپول کے درمیان ریل بنانے کا ہوا۔ جس کی بہت مخالفت کی گئی۔ اور کہا کہ انجن کی گیس کی وجہ سے ملک کی آب و ہوا خراب ہو جائے گی۔ اور گھوڑوں اور دوسرے بار برداروں کی ضرورت محسوس نہ ہوگی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بہت سے لوگ بیکار ہو جائیں گے۔ باوجود ان تمام مخالفتوں کے گورنمنٹ نے ریل کی پٹریوں کے بچھانے کے لئے جارج کو مقرر کر دیا۔ اُس کی کوشش سے تھوڑے ہی عرصہ میں وہاں بھی ریل چلنے لگی۔

(۵) کئی سال بعد گورنمنٹ کی جانب سے یہ اعلان کیا گیا کہ اُس شخص کو جس کا انجن سب سے زیادہ تیز جائے گا۔ پانچ سو پونڈ یا سات ہزار

روپیہ انعام دیا جائیگا۔ اس کے لئے چار انجن تیار ہوئے۔ جو وقت مقررہ پر ایک ہی جگہ سے روانہ ہوئے لیکن ان میں سے ایک انجن ایسا تھا۔ جس کی رفتار فی گھنٹہ دس میل سے زیادہ تھی۔ چونکہ یہ انجن جارج کا بنایا ہوا تھا۔ اِس لئے انعام بھی جارج ہی کو ملا۔

(۶) اب تو جارج اسٹیفن سن کی بہت ہی قدر ہونے ہونے لگی۔ اور گورنمنٹ نے بھی اِس سے مشورہ لینا شروع کیا۔ اس کا برتاؤ اپنے ملازموں سے بہت ہی اچھا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ نہ صرف ملازمین میں بلکہ عام لوگوں میں بھی ہر دلعزیز ہوگیا تھا۔ اس کو پرندوں اور جانوروں سے بھی بے حد اُلفت تھی۔ اس نے اپنی کفایت شعاری کو ترقی دی۔ اور اپنی زندگی پر کشیلی چیزوں کا عادی نہ ہُوا۔ سنہ ۱۸۴۸ء میں اُس کا انتقال ہوگیا۔ اور اس وقت اُس کی عمر سر سٹھ سال کی تھی۔ کیا کوئی شخص یہ معلوم کر سکتا تھا کہ جارج جو ایک غریب خاندان کا ممبر تھا۔ اپنی آیندہ زندگی میں اِس قدر ذی عزت اور باوقعت ہو گا کہ گورنمنٹ بھی اس سے مشورہ لینے لگے گی۔ لڑکیو! غور کرنے اور سوچنے سے یہ نتیجہ نکلیگا۔

کہ یہ عزّت جو اس کو حاصِل ہوئی ۔ اُس کی ان تھک کوشِشوں اور لگاتار محنتوں کے باعث تھی ۔

پاپیادہ ۔ پیروں چلنا ۔ بغیر سواری کے چلنا ٭
ممنون ۔ احسان مند ٭
رسائی ۔ پہنچ ٭
جفاکشی ۔ محنت کی عادت ٭
مصمّم ۔ پختہ ٭
کِفایت شعاری ۔ فضول خرچی نہ کرنا ٭

سوالات

(۱) جارج اسٹیفن سن کیوں مشہور ہے اُس کے ابتدائی حالات بیان کرو ٭
(۲) جارج اسٹیفن سن کیوں کامیاب ہُوا ؟
(۳) وہ کب اور کِس عمر میں فوت ہُوا ؟

اہم صحت

پیچ سنگھار مچلکہ حرص

۱- پیچ کسی شخص کی نصیحت ہے
تندرستی ہزار نعمت ہے
۲- تندرستی اگر نہ ہو اچھی
کام ہوتا نہیں ہے ٹھیک کوئی
۳- کام موقوف ہیں اسی پہ تمام
یہ نہ ہو تو بھلا کہاں آرام
۴- ہو نہ صحت تو چیزیں دنیا کی
بے مزہ اور پیچ ہیں ساری
۵- اپنی صحت کا خیال تم رکھو
پر غرض اس کی تم نہ یہ سمجھو
۶- وقت سارا صفائی میں کھودو
ہر گھڑی تم سنگھار ہی میں رہو
۷- کھانے پینے ہی میں رہو ہر دم
حرص اس کی نہ ہو کسی طرح بھی کم
۸- لچکہ۔ گوٹا کناری اور زیور
سج رہے ہوں تمہارے جسموں پر
۹- بلکہ مطلب یہ ہے جہانتک ہو

ہاتھ سے دو نہ تندرستی کو
۱۰۔ خوب مضبوط جسم کو کرلو
کام جو تم کرو کبھی نہ تھکو
نام تھکنے کا لے بدن نہ کبھی
کام لو اس سے چاہے کتنا ہی

ہیچ - جس کی کچھ ہستی نہ ہو - ناچیز +
سنگھار - بناؤ - سجاوٹ +
حرص - لالچ +

سوالات

۱۔ صحت کیسے قائم رہ سکتی ہے؟
۲۔ ثابت کرو۔ کہ تندرستی ہزار نعمت ہے +